امر بالمعروف والنہی عن المنکر

از

سید علی ہمدانیؒ

میر سید نور بخشؒ

مدرسہ شاہ ہمدان [illegible] بخشیہ سکردو (رجسٹرڈ)

تیار کنندہ

العابد کمپیوٹرز [illegible] یونیورسل پرنٹرز [illegible] کردو Ph: 50606

این وائی ایف منظور محمود یونٹ

امر بالمعروف و نہی عن المنکر

از میر سید علی ہمدانیؒ

ماخوذ از: ذخیرة الملول

از میر سیدؒ علی ہمدانی

امر بالمعروف و نہی عن المنکر

از میر سید محمد نوربخشؒ

ماخوذ از: الفقہ الاحوط

دو روزہ تبلیغی کانفرنس منعقدہ 25-26 دسمبر 2002ء

کمپیوٹر کمپوزنگ: سید محمد علی العابد کمپیوٹرز نیا بازار سکردو

پرنٹنگ: یونیورسل پرنٹنگ پریس سکردو

مدرسہ شاہ ہمدان صوفیہ نوربخشیہ سکردو (رجسٹرڈ)

عرض ناشر

اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کو اس بنا پر بہترین امت ہونے کا اعلان فرمایا کہ اگر وہ امر بالمعروف ونہی المنکر کی ذمہ داری بہتر انداز میں نبھاتے۔ اللہ کے بندے نیکیوں سے دور اور برائی سے قریب ہونے کے شیطانی کردار سے کبھی اپنا دامن نہیں بچا سکتے یا پھر نیکی اور عمل خیر کی معرفت سے ناواقف یا معصیت کے انجام سے بے خبری بندے کو اس رنگ میں لے جاتا ہے۔ شاید یہی وجہ تھی کہ علماء کو انبیاء کا وارث ٹھہرایا گیا۔ کیونکہ وہ اللہ کے بندوں کو نیکیوں کی طرف بلاتے ہیں اور برائی کے راستوں سے روک رکھتے ہیں۔ یوں علماء اسلام اس کڑی آزمائش میں آگئے کہ وہ وارث انبیاء ٹھہرانے کی ذمہ داری کو کس حد تک نبھاتے ہیں اور وارث ہونے کا حق دار ثابت کرتے ہیں۔

کئی عشروں سے مسلک صوفیہ نوربخشیہ کے علماء نے اس ذمہ داری کو پورا کرنے میں بزرگان دین اور سلف صالحین کے طرز پر منظم انداز میں کوئی [illegible] ادا نہیں کیا نتیجتاً انحطاط پذیری کی لہر چل پڑی۔ لوگ صوفیانہ عملیات سے بیگانے نظر آنے لگے۔ بزرگان دین کی تعلیمات لوگوں تک پہنچنا مفقود ہو گیا۔ چلہ خانے ویران، نماز وعبادات میں وقت کی پابندی سے عاجز اور نماز جماعت سے حاضر ہونے کی اہمیت سے نابلد اور سماجی معاملات میں عدم رواداری۔

گو کہ موجودہ دو عشروں میں ان حالات پر آٹے میں نمک کے برابر قابو پایا گیا ہے اور اللہ کے فضل سے علماء کی تعداد میں حوصلہ افزاء حد تک اضافہ ہوا ہے۔ پھر بھی تبلیغی میدان

ویران پڑا رہا۔ چونکہ علماء کا معاشرے میں بڑا کردار ہوتا ہے۔ ان کی ہی کاوش سے گھریلو سماجی، معاشی اور معاشرتی زندگی کو اسلامی خطوط پر استوار رکھ سکتے ہیں۔

مدرسہ شاہ ہمدان صوفیہ نوربخشیہ سکردو نے تبلیغی اہمیت کے پیش نظر تدریسی ذمہ داری کی بجا آوری کے علاوہ سال میں ایک دفعہ تبلیغی علماء ورکشاپ کا اہتمام کرنے کو ضروری سمجھا تاکہ علماء اس پلیٹ فارم پر تبلیغی شعبہ کو توجہ کا مرکز بنا سکے اور ایک مربوط اور منظم عملی تبلیغ کا سلسلہ شروع کر سکے۔ ہمیں امید ہے کہ علماء کرام اس سلسلے میں ہمارے ساتھ تعاون کریں گے اور ہر سال اس اہم تبلیغی کانفرنس کو کامیاب بناتے رہیں گے۔

"ذخیرۃ الملوک" اور "الفقہ الاحوط" سے امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے ابواب کو یکجا کر کے کتابچہ کی شکل میں مرتب کیا گیا ہے۔ اس کانفرنس کے حوالے سے تبلیغی مواد کے طور پر یقیناً یہ کتابچہ نہ صرف علماء کرام بلکہ ہر ایک کیلئے ایک مفید مجموعہ ثابت ہوگا۔ اسلئے اسے علماء ان علوم سے استفادہ کرتے ہوئے عوام تک انہیں پہنچانے میں اپنے اوپر عائد ذمہ داری کو احسن طریقے سے نبھانے میں ہمیشہ کردار ادا کریں گے۔

دولت علی تھلویؔ

مہتمم مدرسہ شاہ ہمدان سکردو

باب الامر بالمعروف و النهی المنکر

قال الله تعالی: کنتم خیر امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنهون عن المنکر و تؤمنون بالله.

وقال رسول الله صلی الله علیه و اله وسلم من رأی منکم منکراً فلیغیره بیده فان لم یستطع فبلسانه فان لم یستطع فبقلبه و ذالک اضعف الایمان والاحتساب عبارة عنهما وهو اعاظم اصول الدین لانّ دعوة الانبیاء نوع تحت جنسه وارشاد الأولیاء نوع منه و الجهادنوع منه بل جنسه یعمّ الامور کلها خیراً کان او شراوهو فرض علی الکفایة لمن یمیز المعروف من المنکرویرتکب المعروف ویجتنب عن المنکر علی من یرتکب المنکرویجتنب عن الشوائب نفسانیة فیه حتی لا یکون غرضه الا تعظیما لامرالله وشفقته علی خلق الله وان لا یحتری فیما لا یجتمع علیه الامة الاسلامیّة وفیما یعرف حقیقته بالیقین بل یرجع فی تحقیقه الی عالم ربّانی عامل صمدانی متخلق بالاخلاق الحمیدة متبرّی عن الاخلاق الذمیمة لا جاهل نفسانی عاطل غضبانیّ متقیدبتقیید القشریة متعصب بتقلید القشریة متعصب بتقلید الرسمیّه ولا یجوز ذالک للعامة الا علی العامة فی الصلوت المکتوبات ومن النواهی کشروب الخمروسائر المسکرات ومن البدع کا المولهة و القلندریة الحیدریّة و سائر الفوحشات اما مسلوب العقل فلو وجد فیهم فلاشی علیه بل ینبغی ان

يحذرَمن كسر قلبه و يجب ان تراعى الرّفق والحكمة مع من له حياء و
تستر حاله كما يستر حاله ومع من لا حياء له فبا لعكس سوقياً كان او
عاطلا .و كلّ سواد من البلدان و القراى والا حشام و ارباب الخيام ان
جميح المكلفينَ فيه لانه فرض على الكفاية على المميزين سبين الحقَ
والباطل كما مضى ذكره.

ترجمہ: نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کا بیان:

ارشاد باری ہے: کنتم خیر امّۃ اخرجت للنّاس الا یہ ۔تم لوگوں کے واسطے وہ بہترین امت ہو جو نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

رسول اللہ کا فرمان ہے من رای منکم افلیغیرہ الخ. تم میں سے جو کوئی کسی برائی کو دیکھے تو چاہئے کہ اس برائی کو قوت بازو سے نابود کرے۔ اگر ایسا کرنا اس کی استطاعت سے باہر ہو تو قوت گویائی کے ذریعے اسے نابود کرے۔ اگر یہ بھی اس کی طاقت سے باہر ہو تو اس صورت میں اپنے دل میں ہی اس کی عداوت باقی رکھا کرے یہ ایمان کا کمزور ترین پہلو ہے۔

احتساب کسے کہتے ہیں:

نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کا نام احتساب دین کے بڑے بڑے اصولوں میں سے ہے۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام کی دعوت جنس احتساب کی ایک ذیلی نوع ہے۔ اولیاء کرام کا ارشاد اسی کی ایک قسم ہے اور جہاد کرنا اسی احتساب کی ایک قسم ہے بلکہ جنس تو تمام معاملات کو شامل ہے خواہ کوئی نیکی ہو یا بدی۔

انحسابی کام برائی سے نیکی کا امتیاز کرنے والے، اور برائی سے پرہیز کرنے والے کے ذمے برے افعال کا ارتکاب کرنے اور نیکی سے پرہیز کرنے والے کے حق میں فرض کفایہ ہے۔ چنانچہ صاحب تمیز مسلمان کیلئے مناسب ہے کہ وہ احتسابی فریضہ انجام دینے میں کوتاہی نہ کرے۔ اس کام میں تمام نفسی آلائشوں سے پرہیز کرے یہاں تک کہ اس کا مقصد صرف اور صرف حکم خدا کی عظمت برقرار رکھنا اور خدا کی مخلوقات پر شفقت کرنا بن جائے وہ کسی ایسے مسئلے کے بارے میں (رائے زنی کی) جسارت نہ کرے جس پر امت اسلامیہ کا اتفاق نہ ہو اور نہ ہی وہ کسی ایسے مسئلے کے بارے میں (لب کشائی کی) جسارت کرے جس کی حقیقت کو وہ یقینی طور پر نہیں پہچان سکتا بلکہ وہ ایسے معاملے کی تحقیق کے سلسلے میں کسی ایسی شخصیت کی طرف رجوع کرے جو عالم ربانی ہو بے لوث عمل کرنے والا ہے، قابل تعریف اخلاق کا مصداق ہو اور قابل مذمت اخلاق سے بری ہو۔ وہ شخصیت ایسی نہ ہو جو نفسی رجحان کا شکار جاہل ہو۔ کام چور غضبانی ہو۔ ظاہری احوال ک قید میں بند ہو اور رسمی معاملات کی تقلید کرنے کی وجہ سے عصبیت کا شکار ہو۔

عام لوگوں کے ذمے احتسابی فریضہ انجام دینا عام معاملات میں صرف عام لوگوں کے حق میں جائز ہو سکتا ہے۔ عام معاملات میں احکام کی مثالیں جیسے جمعہ اور تمام فرض نمازوں کی جماعتوں کا قائم کرنا عام معاملات میں ممنوعات کی مثالیں جیسے شراب نوشی اور دیگر تمام نشہ آور چیزیں عام معاملات میں بدعتوں کی مثالیں جیسے حیرت زدہ بیوقوف کی شکل میں پھرنا، قلندر حیدری بن کے پھرنا اور دیگر حیا سوز افعال۔

محروم عقل آدمی کا مسئلہ:

برے افعال اور بدعتوں کے شکار افراد میں کوئی بے عقل پایا جائے تو اس پر کوئی چیز عائد نہیں ہوگی بلکہ مناسب یہ ہے کہ انسان عاقل آدمی کی دلشکنی کرنے سے بالکل بچ کے رہے۔

باحیا آدمی کے ساتھ نرمی اور حکمت عمل کی رعایت برتنا اور اپنی حالت پر پردہ ڈالنے کی طرح اس کی حالت پر پردہ ڈالنا واجب ہے۔ بے حیا آدمی ہو یا کوئی کام چور شہروں دیہاتوں، صحرائی باشندوں اور خیمے والوں کی جس جس آبادی میں کوئی احتسابی فریضہ انجام دینے والا نہ ہو جو لوگوں کو نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے تو ایسی صورت میں آبادی کے تمام کے تمام بندے گنہگار رہوں گے۔ کیونکہ حق اور باطل کے درمیان امتیاز کرنے والے کے ذمہ احتسابی فریضہ کی انجام دہی فرض کفایہ ہے جیسا کہ اس کا بیان گزر چکا۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی وضاحت حضرت امیر کبیر نے ذخیرہ الملوک میں بھی کی ہے۔ جیسا کہ آپؒ نے کتاب ذخیرۃ الملوک کے ساتویں باب میں فرمایا ہے۔

﴿ساتواں باب﴾

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے واجب ہونے اور اس کے فضائل وشرائط اور اداب اور لوگوں کی پسند کی ہوئی عادات کے بنائی رسومات کے بیان مین جو منکرات یعنی برائیوں میں سے ہیں اور جنہیں سب سے منع کرنا واجب ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ھے: ﴿وَلتکُن مِنکم اُمَّۃٌیَّدعُونَ الی الخیرِ و یأمُرونَ بالْمعرُوفِ وینھون عَنِ المنکرِ واُولٰئِکَ ھُمُ الْمفلِحُونَ﴾

تم میں ہمیشہ ایک جماعت ہونی چاہیئے نیکی کی طرف بلائے اور پسندیدہ کاموں کا امر کرے اور ناپسندیدہ کاموں سے منع کرے یہی وہ لوگ جو نجات پانے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس آیت کریمہ میں دین کے کاموں میں سے تین کاموں کی خبر دے رہے ہیں۔اول امر معروف اور نہی منکر کا فرض ہونا دوئم یہ کہ اس کام کو انجام دینا فرض کفایہ میں سے ہے کہ اگر کسی بستی میں ایک سے شخص اس فرض کا ادا کرے دوسرے لوگوں سے اس ذمہ داری کے انجام نہ دینے کا گناہ وردبال ساقط ہوجاتا ہے اور اگر سب لوگ اس کام سے غفلت روا رکھیں تو اللہ کے سامنے سب سے بڑی پیشی (قیامت) کے مجمع اور باز پرس کے مقام میں سب اس کی وجہ سے گناہ گاری اور گرفتاری میں داخل ہوں گے اور عذاب قہاری سب کو شامل ہوگا سوم اس حقیقت کا بیان کہ نجات و کامیابی کی سعادت حاصل کرنا اور فلاح و کامرانی کے درجات تک پہنچنا اس اعلیٰ کام کو پختہ طریقے سے انجام دینے اور اس مضبوط قلعے کی دیواروں کو مضبوط کرنے کے ساتھ وابستہ ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

﴿مامن قوم عملو بالمعاصی و فیهم من یقدر ان ینکر علیهم فلم یفعل الا یو شک ان یعمهم الله بعذاب من عنده﴾

کوئی قوم ایسی نہیں جو حق کی مخالفت اور گناہوں اور ممنوعات کا ارتکاب کریں اور ان میں ایسا شخص موجود ہو جو ان کے افعال پر سرزنش کرسکتا اور ان کو گناہوں سے روک سکتا

ہولیکن وہ اس قدرت کے باوجود اہل شر کو اس سے منع نہ کرے الا یہ کہ اللہ تعالیٰ اس قوم کے نیکوں اور بدوں سب میں گرفتار کرے گا اور عذاب سب پر عام کر دے گا۔

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ نے فرمایا:

﴿والذی نفسی بیده لتامرون بالمعروف ولتنهون عن المنکر اولیو شکن الله ان یبعث علیکم عذاباً من عنده ثم لتدعنه عنه ولا یستجاب لکم﴾

قسم اس خدا کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد کی جان ہے تم کو دو چیزوں میں ایک ضرور پیش آئے گی یا تم نیکوں کا امر کرو گے اور اہل معاصی کو گناہوں سے ہٹاؤ گے یا اللہ تعالیٰ اپنے پاس سے تم پر کوئی خاص عذاب نازل کرے گا پھر جتنی بھی دعا کرو گے قبول نہیں کریگا۔

حضرت ابو خدری رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ جناب رسول اللہؐ نے فرمایا:

﴿من رای منکم منکراً فلیغیره بیده فان لم یستطع فبلسانه فان لم یستطع فبقلبه و ذلک اضعف الا یمان﴾

تم میں سے جو شخص کوئی برا کام دیکھے تو اس کو چاہئے کہ اسے اپنے ہاتھوں (طاقت) سے روکے اگر وہ کوئی فتنہ برپا ہونے کے ڈر کے سبب نہیں روک سکتا تو اس کو دل میں برا سمجھے اور ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے۔

اس حدیث کا مضمون یہ ہے کہ اگر ہاتھ اور زبان کے ساتھ روکنے سے عاجز ہو جائے اور اسے دل سے بھی برا نہ سمجھے ایسے آدمی کے پاس ایمان سے کچھ حصہ نہیں۔

حضرت عرس بن عمیر رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ جناب رسول اللہؐ نے فرمایا:

﴿اذا عُملت الخطئة فی الا رض من شهد ها فكرهها
كان كمن غاب عنها ومن غاب عنها فرضيها كان
كمن شهدها﴾

جب روئے زمیں پر گناہ کیا جائے تو جو آدمی وہاں حاضر ہو اور اس کو برا سمجھے تو وہ (عنداللہ) ایسا ہوگا کہ اس نے اسے دیکھا ہی نہیں اور جو وہ گناہ اسی نے کیا ہے۔

جناب رسول اللہؐ نے فرمایا:

﴿لتامرون بالمعروف و تنهون عن المنكر اوليسلطن الله عليكم
شرار كم ثم يدعو اخيار كم فلا يستجاب لهم﴾

تمہارا فرض ہے کہ لوگوں کو نیک کاموں کا امر کرو اور احکام الٰہی کیخلاف ورزی سے روکے ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے برے لوگوں کو تمہارے نیک لوگوں پر مسلط کردے گا اور وہ طرح طرح کے ظلم وستم سے تم کو عذاب دیں گے۔ اس کے بعد جب تمہارے نیک لوگ دعا کریں گے تو ان کی دعائیں قبول نہیں کی جائیگی (۲۱۷)

﴿ما اعمال البر عند الجهاد فی سبيل الله الا كنعبة فی
بحرِ لجی وما جميع اعمال البروما الجهاد فی سبيل الله
عند الا مر بالمعروف الا كنعبةٍ فی بحرٍ لُجيٍ﴾

جہاد فی سبیل اللہ مقابلے میں تمام عبادات ایسی ہیں جیسے دریائے بیکراں کے مقابلے میں ایک گھونٹ پانی اور غزا اور جہاد فی سبیل اللہ سمیت تمام عبادات امر المعروف کے

مقابلے میں ایسی ہیں جیسے دریائے بیکراں کے مقابلے میں ایک گھونٹ پانی (۲۱۸)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ جناب رسول اللہؐ نے صحابہ کو وصیت فرمائی:

﴿ایاکم والجلواس حتی الطرقات قالو یا رسول الله مالنا من مجالسنالا بدنتحدث فیها فقال رسول الله صلی الله علیه واله و سلم فاذا ابیتم الا المجلس فاعطر الطریق حقه قالو اوما حق الطریق یا رسول اللهؐ قال غض البصر و کف الا ذیٰ وردالسلام و الا مر بالمعروف والنهی عن المنکر﴾(متفق علیه :ریاض الصالحین ص ۱۹)

تم پر لازم ہے کہ راستوں میں نہ بیٹھا کرو۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ ان نشستوں کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہم ان میں مل جل کر باتیں کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اگر ایسا ہے تو راستے کا حق ادا کیا کرو۔ عرض کیا کہ راستے کا حق کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا نامحرم سے نگاہ بچانا لوگوں کو تکلیف نہ دینا سلام کا جواب دینا۔ لوگوں کو نیک کاموں کا امر کرنا اور انکو گناہوں سے روکنا۔

جناب رسول اللہؐ نے فرمایا:

﴿کلام ابن آدم کله علیه و بال الا الا مر بالمعروف و النهی عن المنکر و ذکر الله﴾

نیک کاموں کا امر کرنا برے کاموں سے روکنا اور اللہ تعالیٰ جل شانہ کا ذکر کرنے کے علاوہ ابن آدم کا سب کلام اس پر وبال ہے اور اس سے کچھ فائدہ نہیں۔

حضرت عدی بن عدی نے روایت کی کہ میں نے جناب رسول اللہ سے سنا۔ آپ فرما رہے تھے:

﴿ان اللہ تعالیٰ لا یعذب العامة بعمل الخاصة حتیٰ یروا المنکر بین ظہر انہم و ہم قادرون علیٰ ان ینکروہ فلا ینکرو افاذا فعلوا ذٰلک عذب اللہ العامة و الخاصة﴾

بے شک اللہ تعالیٰ خاص لوگوں کی بداعمالیوں کی وجہ سے عام لوگوں کو اس وقت تک عذاب نہیں دیتا جب تک وہ اتنی پستی پر نہ اتر آئیں کہ وہ اپنے درمیان یعنی معاشرے میں گناہ ہوتا ہوا دیکھیں اور گناہ کرنے والے کو گناہ سے روکنے کی طاقت رکھتے ہوں پھر بھی نہ روکیں۔ پھر جب ایسی کوتاہی اختیار کرلیں تو اللہ تعالیٰ خاص و عام کو عذاب میں مبتلا کر دیتا ہے۔ ۲۱۹

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ جناب رسول اللہؐ نے فرمایا:

﴿کیف انتم اذا طغت نسائکم و فسق شبابکم و ترکتم جہاد کم قالو انَّ ذالک لکائن یا رسول اللہؐ قال نعم والذی نفسی بیدہ و اشدمنہ قالو وما اشد منہ یا رسول اللہ قال کیف انتم اذا لم تأ مرو ابالمعروف و لم تنہوا عن المنکر قالو و کائن ذٰلک یا رسول اللہ قال نعم والذی نفسی بیدہ و اشدمنہ قالو اوما اشد منہ یا رسول اللہ قال کیف انتم اذا رأیتم المعروف منکراًبش والمنکر معروفاً قالو

او کائن ذلک قال نعم والذی نفسی بیده فعند ذلک یقول
اللہ تعالیٰ بعزتی و جلالی لا تیحن لھم فتنۃ یصیر الحکیم
فیھا حیرانا﴾

اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب تمہاری عورتیں سرکش ہو جائینگی اور تم پر حکم چلائیں گی اور تمہاری فرمانبرداری نہیں کریں گی اور تمہاری جوان فسق فجور میں مبتلا ہو جائیں گے اور تم غزا اور جہاد چھوڑ دو گے اور نفسانی لذتوں میں مشغول ہو جاؤ گے صحابہ نے پوچھا اے رسول خدا کیا یہ ہوگا آپ نے فرمایا ہاں اس خدا کی قسم جس کی قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ اس سے بدتر بھی ہوگا انہوں نے پوچھا اے رسول خدا اس بدتر کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا اس وقت تمھارا کیا حال ہوگا جب کہ تم امر معروف کو چھوڑ دو گے اور منکرات سے لوگوں کو نہ روکو گے انہوں نے پوچھا اے رسول خدا یہ ہوگا فرمایا اس خدا کی قسم جس کی قبضہ قدرت میں میری جان ہے اس سے بدتر ہوگا۔ آپ نے فرمایا اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا کہ تم معروف کو منکرات اور منکرات معروف سمجھو گے یعنی برائیاں پھلاؤ گے اور نیکیوں کو روکینگے انہوں نے کہا اے رسول خدا کیا یہ ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے ہاں ہوگا۔ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ قسم کھا کر مجھے اپنے غلبہ وجلال کی قسم کہ اس قوم کو ایسی بلاؤں اور مصیبتوں میں مبتلا کروں گا کہ ان کے نیک اور دانا لوگ بھی بلاؤں اور مصیبتوں پر حیران وششدر ہو جائیں گے۔ یعنی سر پکڑ کر بیٹھ جائیں گے اور ان سے چھٹکارا پانے کا راستہ ان کو نہیں ملے گا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ جناب رسول اللہؐ نے فرمایا:

﴿لا ینبغی لا مریٍ شهدمقاماً فیه حق الا تکلّم به فانّه لم یقدم اجله ولن یحرمه رزقاً هوله﴾

جو شخص کسی ایسے مقام میں حاضر ہو جہاں کوئی بات کہنے کی ضرورت ہو تو اس کے لئے جائز نہیں کہ وہ حق بات نہ کہے بلکہ حق کہنا اس پر لازم ہے کیونکہ نہ اس کی موت کو قریب کرتا ہے نہ اس کے رزق سے اسے محروم ہے۔ جو اس کیلئے اللہ تعالیٰ نے مقدر کر دیا ہوا ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ جناب رسول اللہؐ نے فرمایا:

﴿اوحی الله عزوجل الیٰ جبریل علیه السلام ان اقلب مدینة کذاعلی اهلها فقال یا رب ان فیهم عندک فلاناً لم یصک طرفة عینٍ قال فقال علیه وعلیهم فان وجهه لم یتمعر فی ساعةً قطُ﴾

اللہ تعالیٰ نے جبریلؑ کو وحی فرمائی کہ فلاں شہر کو اس کے رہنے والوں سمیت الٹادو، جبریلؑ نے عرض کیا الٰہی تیرے خاص بندوں میں سے فلاں شخص اس شہر میں موجود ہے۔ جو ایک دم بھر کیلئے بھی تیرا نافرمان نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس شہر کو مع اس کے ان سب لوگوں سمیت آلٹ دو۔ کیونکہ اس نے نامعقولوں کیساتھ ہماری محبت کی خاطر ایک گھڑی بھی ترش روئی نہیں کی۔

﴿عذب الله تعالی بلدة فیها ثمانیة عشر الفا عملهم عمل الانبیاء قالو کیف ذلک یا رسول الله قال لم یکونوا یعصون الله ولکن لا یأمرون بالمعروف وینهون عن المنکر﴾

اللہ تعالیٰ نے ایک شہر کو عذاب سے ہلاک کر دیا جس میں اٹھارہ ہزار نیک بندے تھے جن کے عمل نبیوں کے عملوں جیسے تھے۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ یہ کیسے ہوا؟ فرمایا کہ ان کے اعمال اچھے تھے لیکن وہ امر المعروف نہ کرتے تھے اور دوسروں کو برے کاموں سے نہیں روکتے تھے۔۲۲۰

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہا نے اپنے والد سے روایت کی انہوں نے کہا کہ:

﴿قال موسیٰ صلوت الله علیه الهی أیُ عنادک احب الیک قال جلت عظمت والذی یتسرع الیٰ هو اه والذی یکنف بعبادی الصالحین کما یکنفالصبی بامه والذی یغضب اذا را یکبت اذا راتکبت محارمی کما یغضب النفسه﴾

موسیٰ نے عرض کیا۔ الٰہی تیرے بندے میں سے کون سا بندہ تجھے زیادہ پیارا ہے؟ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے فرمایا: وہ بندے جو میری رضامندی حاصل کرنے کیلئے ایسی کوشش کرتا ہے جیسی تیز کوشش دوسرے بندے اپنی خواہش کیلئے کرتے ہیں

اور وہ بندے جو ہر مہم اور اپنی خواہش کیلئے کہتے ہیں۔ اور وہ بندے جو ہر مہم اور حادثہ میں میرے نیک بندوں کی پناہ میں اسی طرح آتا ہے اور اتقیاء (پرہیز گار بندوں) سے اس طرح ڈھارس حاصل کرتا ہے جس طرح شیر خوار بچہ اپنی ماں کی طرف بھاگتا اور اپنی مراد اس سے حاصل کرتا ہے اور وہ بندہ کہ گناہوں کو دیکھنے کے وقت ہماری رضا کیلئے اس پر غضب وغصہ اس طرح غالب ہو جاتا ہے جس طرح چیتا اپنے نفس کیلئے تیزی سے جھپٹتا ہے۔

چیتے کی خاصیت یہ ہے کہ جب غصہ کرتا ہے تو خلقت کے کم یا زیادہ ہونے کی پرواہ نہیں کرتا اور کھانے یا جان سے مارے جانے سے بھی نہیں ڈرتا۔

پس مؤمن کو چاہئے کہ گناہوں اور ممنوعات کے ارتکاب کو دیکھنے کی حالت میں امر معروف کے بجالانے اور برائیوں کا دفعیہ کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی غرض سے دینی غیرت وحمیت اور ایمانی غضب کا جذبہ اس پر س طرح غالب ہو جائے کہ وہ حق کے مخالفوں کی کثرت اور قوت سے ہرگز نہ ڈرے اور بادشاہوں کی ہیبت وسطوت اور ان کے خوف اور دبدبے کو خیال میں بھی نہ لائے اور حق کی امداد اور باطل کے خاتمہ کیلئے مال وجان کو شکرانہ سمجھے۔

عَنْ اَبیعُبیْدَہَ بنِ الجرّ اح رضی اللہ عنہ قال

قلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایُ لشہداء

اکرم عنداللہ عزو جلّ قام الیٰ والِ جابرِ فامرہ

بالمعروف ونہاہ عن المنکر فقتلہ فان لم یقتلہ فانّ

القلم لا يجرى عليه ذلک وان عاش ماعاش.

ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اے رسول خدا شہیدوں میں کون سا شہید اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں زیادہ عزت اور مرتبے والا ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ جو شخص ظالم وجابر حاکم کے سامنے حق بات کہے اور اس کو اللہ کی فرمانبرداری کی طرف بلائے اور آخرت کے عذاب سے ڈرائے اور ظلم اور گناہوں سے روکے پھر وہ ظالم اس کو قتل کردے۔ وہ اللہ عزوجل کے نزدیک سب شہیدوں سے افضل ہے۔ اور اگر وہ اسے قتل نہ کرے تو بھی اس کے خلاف قلم نہیں چلے گا اگرچہ وہ بہت عمر پائے۔

عن ابن عباس رضی الله عنهما قال قيل يا رسول الله صلى الله عليه وسلم اتهلک القرية وفيها الصلحون قالنعم قيل بم يا رسول الله صلى الله عليه وسلم قال بتها ونهم وسكوتهم عن معاصى الله عزوجل.

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا جس شہر میں نیک لوگ رہتے ہوں اللہ تعالیٰ اس شہر کو ہلاک اور ویران کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا "ہاں" پوچھا گیا کیوں؟ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں کو ہلکا سمجھنے اور ان پر چپ رہنے کی وجہ ہے۔

عَن ابْنِ عُمَرَ و ابِىْ هُرَيْرَة رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰه عَلَيهِ وَسَلَّم اَلدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ ثَلاثَ مَرَّاتٍ قَالَ لِمَنْ يَا

رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ علیہِ وَسلَّم قَالَ لِلّٰہِ و لکتابِہٖ ولائمّۃ المسلمین عَامَّتِھِمْ۔

عبداللہ بن عمراورابو ہریرہ رضی اللہ عنہم نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار ارشاد فرمایا کہ دین نصیحت ہے۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا" کس کیلئے آپ نے فرمایا پروردگار کی رضا کیلئے اس کے فرمان کے نفاذ کیلئے اہل اسلام کے حاکموں اور عامہ مسلمین کی اصلاح کیلئے۔

علماء دین کا فرض:-

اور نصیحت دینی کیلئے کھڑا اور مستعد رہنا چاہیئے جس کا فرض ہونا کلام الٰہی اور احادیث نبوی سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے اس فرض پر سب سے پہلے عمل کرنا چاہیئے ہے۔اور چونکہ اس زمانہ کے اکثر علماء غفلت کے جنگلوں میں گم ہو چکے ہیں اور انہوں نے اپنی باگ نفس خواہشات کے ہاتھ میں دے رکھی ہے اور کینے اور حسد کے گرد وغبار نے ان کے دلوں کے آئینوں کو سیاہ کر دیا ہے اور ان کے باطن حرص اور جھوٹی تمناؤں کی اندھیروں سے تیرہ وتار ہو چکے ہیں۔اور انہوں نے امور فانی کی زیبشوں کو اپنا قبلہ اور رسمی علوم کو اپنی شہرت و ریاست کا وسیلہ بنا رکھا ہے اسلئے یہ لوگ دوسروں کی نصیحت کے محتاج ہیں۔دوسروں کو کس طرح نصیحت کریں گے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآل وسلم نے فرمایا۔

مَا بعثَ اللّٰہ نبیًا اِلاَّ ولَہ، حوارِیُّونَ فَیمکُتُ النَّبِیُّ اَظْھُر ھِم

مَا شَاءَ اللّٰہ یَعمل فیھم بکتاب اللّٰہ وَبامْرِہٖ حتّٰی اذَ اقْبض اللّٰہ
نَبِیَّہ فیمکثُ الحوار یوْن یعملُونَبکتابِ اللّٰہ و بِامرِہٖ و بسُنَّۃِ نَبیھم
فَاذااالقرضُوْاکانَ قُوم یر کبُو ن المنابر یقولون ماتعرِفُونَ وَیعملونَ
. مَاتنکرون فاذَ ارأیتُم ذٰلک فحقّ علیٰ کُلّ مؤمِن جِھادِھُمْ بِیدِہٖ فَاِنْ
لَمْ یَستَطِعْ فَبِلسَانِہٖ وَ اِنْ لَمْ یَستَطِعْ فَبِقَلْبِہٖ.

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے کسی پیغمبر کو نہیں بھیجا مگر یہ کہ اس کے خاص اصحاب ہوتے تھے۔ پھر وہ پیغمبر جب تک اپنے اصحاب کے درمیان زندہ رہتا اسمانی کتاب اور اللہ جل شانہ کے فرمان پر عمل کرتا اور جب وہ وفات پاجاتا تو وہ اصحاب اپنے پیغمبر کی سیرت پر رہتے اللہ کی کتاب اس کے فرمان اور اپنے نبی کی سنت پر عمل کرتے جب وہ بھی چلے جاتے تو ان کے بعد ایک قوم آتی جوان کی باتیں یاد کر لیتی اور منبروں پر چڑھ کر پسندیدہ باتیں کرتیں اور عملاً ناشائستہ کام کرتی۔

میرے بعد بھی ایسا ہی ہوگا پس جو کوئی ان کو دیکھے اس پر فرض ہے کہ ان سے ہاتھ کے ساتھ جہاد کرے یعنی ان سے جنگ کرے۔ اور ہاتھ سے کچھ نہ کر سکے تو زبان سے ان کو منع کرے زبان سے بھی نہ کر سکے تو ان کو دل میں دشمن سمجھے اور جو دل سے بھی ان کو دشمن نہ سمجھے اس کا اسلام کا کوئی حصہ حاصل نہیں۔

امر معروف اور نهی منکر کے چار ارکان:

اے عزیز جب آیات قرآنی اور احادیث نبوی کے دلائل سے امر معروف اور نہی منکر کا فرض ہونا معلوم ہو گیا تو اب جاننا چاہیئے کہ جو شخص لوگوں کے درمیان اس امر شریف کے ادا کرنے

کی طرف اپنے آپ کو منسوب اور مشہور کرے اس کو محتسب کہتے ہیں۔ اور جو کام وہ کرتا ہے اسے احتساب کہتے ہیں اور جس شخص پر احتساب واقع ہوتا ہے اسے محتسب علیہ کہتے ہیں اور جس کام کی وجہ سے وہ شخص صاحب احتساب واقع ہوتا ہے محتسب فیہ کہتے ہیں۔ پس امر معروف اور نہی منکر کے چار رکن ہوئے۔ پہلا محتسب، دوسرا احتساب، تیسرا محتسب علیہ، چوتھا محتسب فیہ۔ اور ان ارکان میں سے ہر رکن کی صحت اس کے شرائط وآداب پورے کرنے پر موقوف ہے۔

پہلا رکن محتسب:

پہلا رکن محتسب ہے اس رکن کے واجب ہونے کی شرطیں یہ ہیں کہ وہ شخص مسلمان مکلف ہو اور قدرت رکھتا ہو۔ کیونکہ کافر کو احتساب کی اہلیت نہیں ہوتی لڑکے پر امور شرعی قائم کرنا واجب نہیں ہے۔ لیکن اگر عقلمند لڑکا کوئی گناہ کریں تو اس گناہ پر گرفت کرے تو جائز ہے دیوانے اور عاجز کو احتساب کے قائم کرنے کی قدرت نہیں ہوتی۔ بعض علماء نے حاکم اور عدالت کی اجازت کو احتساب کی شرطوں میں رکھا ہے اور یہ غلط ہے کیونکہ احادیث نبوی میں آچکا ہے۔

اَفْضَلُ الْجِهَادِ كَلِمَةُ حَقٍّ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَبِرٍ (ریاض الصالحین باب الامر بالمعروف)

یعنی سب سے افضل جہاد یہ ہے کہ ظالم بادشاہ کے سامنے سچی بات کہی جائے۔

ہمیشہ سے علماء دین اور صحابہ کرام کا بادشاہوں اور سلاطین وحکام پر انکار کرنا اور اس پر سلف کا اجماع کرنا اس بات پر دلیل ہے کہ امر معروف کیلئے حاکم کی اجازت ضروری نہیں ہے بلکہ جو

کوئی بھی دینی نصیحت کرنے میں مشغول ہو اور اللہ کے بندوں کو گناہوں سے روکے اگر حاکم بادشاہ راضی ہوگا تو اس کے ثواب میں شریک ہوگا اور اگر حاکم اس سے کراہیت کریں تو خود یہ کراہیت بھی منکرات میں سے ہے اور حاکم کو بُرائی سے روکنا واجب ہے۔ پس جب بادشاہ کے برائی کرنے کی صورت میں خود بادشاہ پر انکار واجب ہے تو اس کی اجازت شرط کیسے ہو سکتی ہے۔

احتساب کا ایک واقعہ:

صحیح حدیث میں مروی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآل وسلم کے زمانے سے مروان کے زمانے تک عیدگاہ میں منبر نہیں تھا۔ اور رسول اللہ نماز (عید) صحرا میں ادا فرمایا کرتے تھے منبر نہ ہوتا تھا۔ آپ کھڑے ہو کر اپنا منہ قوم کی طرف کرتے اور خطبہ ارشاد فرماتے اس کے بعد خلفاء راشدین بھی اسی طرح کرتے رہے۔ جب حکومت کی نوبت مروان تک پہنچی تو اس نے عیدگاہ میں منبر بنوایا۔ جب وہ عید کے دن منبر پر چڑھا۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر فرمایا۔

یَامروانُ ماھٰذِہ البدعۃ اردتُ انْ اُبلّغ القومَ صوْتَ الخطبۃفقال واللّٰہ لا اُصلّی وَرَءَ کَ۔ اے مروان تو نے یہ کیا بدعت ایجاد کی ہے؟ مروان نے کہا یہ بدعت نہیں ہے خطبہ کی آواز لوگوں تک پہنچانا چاہتا ہوں ابوسعیدؓ اٹھ کر چلے گئے اور فرمایا واللہ تیرے پیچھے نماز نہیں پڑھوں گا۔

احتساب کا دوسرا واقعہ:

نقل ہے کہ شیخ ابوالحسن نوری قدس سرہٗ لوگوں سے میل جول نہیں رکھتے تھے جو بات امور دین میں سے نہ ہوتی اس کے متعلق نہیں پوچھتے تھے جہاں کوئی منکر (گناہ) دیکھے اسے روک دیتے اگر چہ قتل کئے جانے کا خطرہ ہی ہوتا۔ایک روز طہارت کیلئے دجلہ کے کنارے گئے۔ایک ناؤ نظر آئی جس میں تیس سر بمہر مٹکے دکھائی دیئے ہر مٹکے پر لفظ لطیف لکھا ہوا تھا۔ شیخ کو اس پر تعجب ہوا کیونکہ وہ خرید و فروخت اور تجارت کی چیزوں میں کوئی ایسی چیز نہیں جانتے تھے جسے لطیف کہتے ہوں شیخ نے ملاح سے پوچھا کہ "شیخ کے دل میں اس کے جاننے کی طلب اور بڑھ گئی۔ملاح سے کہا۔

"میں چاہتا ہوں کہ مجھے بتادو کہ ان مٹکوں میں کیا ہے"؟

ملاح نے کہا" تم ایک فضول اور درویش آدمی ہو۔ان مٹکوں میں شراب ہے جو خلیفہ کیلئے لائے ہیں۔امیر المؤمنین چاہتا ہے کہ اس سے اپنی مجلس کو آراستہ کرے" اس ناؤ کے کونے میں ایک بھاری لکڑی پڑی ہوئی تھی۔شیخ نے ملاح سے کہا یہ لکڑی میرے ہاتھ میں دیدو۔

ملاح کو غصہ آگیا اپنے شاگرد سے کہا یہ لکڑی اس کے ہاتھ میں دے دو تا کہ میں دیکھوں یہ کیا کرتا ہے"؟

ملاح کا شاگرد اٹھا اور اس نے وہ لکڑی شیخ کے ہاتھ میں دے دی۔

شیخ نے وہ لکڑی اپنے ہاتھ میں لی اور ایک ایک کر کے وہ سارے مٹکے توڑ ڈالے ملاح نے شور مچادیا یہاں تک کہ شہر کا کوتوال یونس بن افلح اپنے شاگردوں سمت آپہنچا اس شیخ کو پکڑ کر خلیفہ

کے سامنے پیش کر دیا خلیفہ وقت معتضد تھا اور وہ انتہادرجے کا غصیل تھا۔ اس کی تلوار اس کی بات سے بھی آگے رہتی تھی۔ بغداد کے تمام لوگ اس شیخ کو شہید کر دے گا۔ جب شیخ کو لائے تو خلیفہ لوہے کی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اور ہاتھ سے گرز گھمار ہا تھا۔ اس نے غصے سے چلا کر شیخ سے پوچھا۔

تو کون ہے کہ ایسی گستاخی کرتا ہے؟

شیخ نے کہا میں محتسب ہوں"

اس نے کہا تو کس کے حکم سے احتساب کرتا ہے؟"

شیخ نے کہا خدا اور رسولؐ کے حکم سے"

اس نے کہا تجھے کس نے محتسب بنایا؟

شیخ نے کہا جس نے تجھے بادشاہی دی اسی نے مجھے محتسبی دی۔"

معتضد نے تھوڑی دیر سر جھکا کر سوچا پھر سر اٹھایا اور پوچھا۔ تجھے کس چیز نے اس پر آمادہ کیا کہ تو نے یہ مٹکے توڑ دیئے۔"

شیخ نے کہا" تیرے حق میں میری شفقت نے مجھے یہ مٹکے توڑنے پر آمادہ کیا کہ جس گناہ کو مٹانے میں تو نے کوتاہی کی میں نے اسے روک دیا اور تجھے قیامت کے دن اسکے عذاب سے چھٹکارا دلا دیا"

معتضد نے کہا ہم نے تجھے اجازت دی کہ اس کے بعد تم جو گناہ بھی دیکھو اسے مٹادو۔ تمہیں اس کام سے کوئی نہیں روکے گا۔

شیخ نے کہا اب تک تو یہ کام اللہ کے حکم سے کرتا رہا اب جب تیرے حکم سے یہ کام

کروں گا تو میں بھی تیرے ملازموں میں سے ایک ملازم ہو جاؤں گا جو تیرے حکم سے لوگوں کو تکلیفیں دیتے ہیں۔ لہذا میں ایسا نہیں کر سکتا"

صحابہؓ تابعین اور علماء و مشائخ سلف کے خلفاء اور سلاطین پر انکار اور گرفت کرنے کی حکایات بہت ہیں اور وہ سب اس بات پر دلیل ہیں کہ امر معروف کی اقامت میں حاکم و بادشاہ کی اجازت شرط نہیں ہے۔ البتہ جہاں اس سے کوئی فتنہ پیدا ہوتا ہو وہ محل غور ہے۔

تحقیق مسئلہ احتساب و محتسب

اس مسئلہ کی تحقیق یہ ہے کہ احتساب میں محتسب کی پانچ حالتیں ہیں اوّل تعریف دوئم وعظ و نصیحت نرمی اور دل پذیر باتوں کے ذریعے۔ سوئم سختی اور سخت گیری اور برا بھلا کہنا چنانچہ یہ کہے اے جاہل، اے احمق، اے بے شرم، چہارم کسی کو بالفعل گناہ کرتے ہوئے دیکھ عملاً روک دینا جیسا کہ شراب کے برتن اور گانے بجانے کے آلات (باجے باسریاں) توڑ دینا مردوں کے بدن سے ریشمی کپڑے اتار لینا، غصب کی ہوئی چیزیں غاصب سے لے کر اس کے مالک کو واپس کر دینا، پنجم جھڑ کنا اور مارنے پیٹنے سے ڈرانا مارنا۔

احتساب میں احتیاط:

اگر محتسب کو معلوم ہو کہ جھڑ کنے اور نصیحت و تبلیغ کرنے میں دونوں فریق کو اپنی مدد کیلئے مددگار بلانے تک نوبت پہنچے گی اور اس سے شور و غوغا اور فتنہ برپا ہوگا تو حاکم و بادشاہ کے اذن کے بغیر احتساب نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ حاکم کا امر ایسے کاموں کے جاری و نافذ کرنے میں فتنے کو روکنے، امن و سکون کو برقرار رکھنے اور عوام کے تعصب کے جوش کو روکنے کا ذریعہ ہے۔

احتساب کے لئے عدول ہونے کی شرط:

جن لوگوں نے احتساب کیلئے محتسب کے عدول ہونے کوشرط قرار دیا ہے ان کا شبہ دو وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ جن میں سے ایک وجہ نقلی ہے اور ایک وجہ عقلی۔

نقلی دلیل:

نقلی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے۔

اَتامُرُوْن النَاسَ بالبرو تنسوْنَ انفسَکُم۔(۲:۴۴)

کیا تم لوگوں کو نیکی کا امر کرتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو۔ اے عیسیٰ اپنے نفس کو نصیب قبول کرے تو لوگوں کو نصیحت کر و ورنہ مجھ سے شرم کرو۔

دلیل نقلی کا جواب:

یہ احتساب کیلئے عدالت وعصمت کے شرط ہونے کی دلیل نہیں ہے بلکہ صرف یہ تنبیہ کرنا ہے کہ اہم کام کو چھوڑ کر کسی دوسری مہم میں مشغول ہو جانا حماقت کی علامت ہے۔ یہ اور اسی قسم کی دوسری آیات اور وارد شدہ احادیث احتساب کرنے والے احکام کے افضل ہونے اور محتسب کے حالات کے بہتر ہونے کی ضرورت ظاہر کرتی ہیں۔

عقلی دلیل: اور عدول ہونے کی شرط احتساب ماننے والوں نے جو قیاس واستدلال کیا ہے کہ دوسروں کی اصلاح کرنا اور اس سے اصلاح قبول کرنے کی خواہش رکھنا خود اپنے نیک ہونے کی زکواۃ ہے اور دوسرے کو سیدھا کرنا خود سیدھا کرنے والے کے سیدھا ہونے کی فرع ہے لیکن یہ سب خیالات بے حاصل ہیں۔

عقلی دلیل کا جواب: ایسے سب خیالات کا جواب یہ ہے کہ ہم اس بات کے قائل

سے پوچھتے ہیں کہ عصمت کہہ کر اجماع امت کی مخالفت کر رہا ہے۔ اور جہالت کے ساتھ احتساب کا دروازہ بند کر رہا ہے۔ کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے بارے میں جو امت میں سے افضل ہیں علماء کا اتفاق ہے کہ ان کو عصمت حاصل نہیں ہے۔ پھر ان کے علاوہ کوئی کیسے معصوم ہو سکتا ہے۔

اور فرمان ربانی:

وَعَصى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوىٰ (۲۰ : ۱۲۱)

اور آدم نے اپنے رب کی نافرمانی کی پس راستہ گم گیا۔

اس بات پر کھلی دلیل ہے کہ آدم علیہ السلام کی طرف معصیت منسوب کی گئی جو سب سے پہلے نبی تھے اسی طرح بعض دوسرے انبیاء اور رسولوں کی حکایات اس حقیقت پر دلالت کرتی ہیں۔ صلوات اللہ علیہم وسلامہ (ان پر اللہ کی رحمتیں اور اس کا سلام ہو)

حضرت سعد بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ جا اکابر تابعین میں سے تھے فرمایا کرتے تھے کہ اگر عصمت احتساب کی شرط ہوتی تو کوئی کسی کا احتساب نہ کرتا۔

قول فیصل:

اور اس مسئلہ میں حق یہ ہے کہ عصمت احتساب کی شرط نہیں ہے اور فاسق تک کو حق پہنچتا ہے کہ دوسرے فاسق کا احتساب کرے اور اس کو فسق وفجور سے منع کرے مثلاً ریشم پہننے والے کو حق پہنچتا کہ شراب پینے والے اور زنا کرنے والے کو منع کرے کیونکہ شراب پینا اور زنا کرنا ریشمی کپڑا پہننے کی نسبت بڑا گناہ ہے اور شراب اور زانی کو حق پہنچتا ہے کہ قاتل کو قتل سے منع کرے۔ بلکہ شراب پینے والے پر واجب ہے کہ اپنے خدم وحشم خادموں ملازموں وغیرہ کو

شراب پینے سے منع کرے۔ کیونکہ گناہ سے بچنا اور باز آنا بذات خود ایک واجب ہے اور دوسروں کو اس سے منع کرنا ایک گناہ کرنے سے دوسرا گناہ کرنا مباح نہیں ہوتا اور ایک حرام کا ارتکاب کرنے سے کوئی دوسرا واجب ادا کرنا حرام نہیں ہوتا۔ لیکن رسم ورواج کے تحت بعض پسند کی ہوئی چیزوں اور عادتاً کہی جانے والی باتوں کی وجہ سے باطل تصورات اور فاسد خیالات عام لوگوں کے نفسوں اور ذہنوں پر غالب ہو چکے ہیں اور انہوں نے جاہلوں کی بصیرت کی آنکھوں کو شریعت کی باریکیوں کو دیکھنے سے بند کر دیا ہے اور شقاوت و بدنصیبی کے اندھے پن سے اندھے دلوں والوں کی طبیعتوں کو شرعی احکام قبول کرانے سے متنفر کر دیا ہے۔ اور ایسی حالت ہو چکی ہے جیسا کہ کسی شخص نے کسی کا گھوڑا لگام سمیت غصب کر لیا اور وہ شخص کچھ اجنبی افراد کو تو ظالم کے ظلم سے بچاتا ہے مگر اپنے باپ کو بے پروائی سے مظلوموں میں چھوڑ دیتا ہے۔ اور عام لوگوں کے دل اس قسم کے افعال سے متنفر ہو جاتے ہیں اور یہ نفرت اور دوری جو عوام کے دلوں میں راسخ اور پختہ ہو چکی ہے اس بات کی دلیل نہیں کہ اہم کام چھوڑ دینا کسی دوسرے اہم کام کے واجب ہونے کی نفی کی دلیل ہے۔

ہاں وعظ و نصیحت (جو کہ احتساب کا دوسرا مرتبہ ہے) فاسق سے ساقط ہے۔ کیونکہ فاسق کی نصیحت غالباً دوسرے پر اثر نہیں کرتی اور زبان سے انکار اور منع کرنے سے اس کی عزت ضائع ہو جاتی ہے۔

پس عدول ہونا دوسرے مراتب کے مقابلے میں صرف واعظی کے درجے میں ضروری ہے۔

احتساب کی تین قسمیں:

جب یہ معلوم ہو گیا تو جاننا چاہیے کہ احتساب تین قسم کا ہے،

احتساب کی پہلی قسم:

احتساب کی پہلی قسم برابر والوں کا برابر والوں پر احتساب ہے۔ جیسے عوام کا احتساب عوام پر اور خواص کا احتساب خواص پر اور اس کی کیفیت سابقہ بحث سے معلوم ہو چکی۔

احتساب کی دوسری قسم:

احتساب کی دوسری قسم اعلیٰ کا احتساب ادنیٰ پر ہے۔ جسے سلطان کا احتساب رعایا پر والد کا احتساب بیٹے پر، شوہر کا احتساب بیوی پر، آقا کا احتساب غلام پر، اس قسم کے احتساب کا میدان بہت کھلا ہے اور اس کے احکام احتساب کے پانچوں مراتب میں جاری ہیں اور مصلح کو محتاج اصلاح کی ہر طرح اصلاح کرنے کا موقع میسر ہے۔

احتساب کی تیسری قسم:

احتساب کی تیسری قسم ادنیٰ کا اعلیٰ پر احتساب کرنا ہے جیسے رعایا کا احتساب سلطان پر، شاگرد کا احتساب استاد پر، بیٹے کا احتساب باپ پر، بیوی کا احتساب شوہر پر، غلام کا احتساب آغا پر اور احتساب کی یہ قسم تیسرے اور پانچوں مرتبے میں جو بُرا بھلا کہنا اور مارنا پیٹنا ہے ساقط ہے۔ اور پہلے اور دوسرے مرتبے میں جو تعریف اور وعظ ہے یعنی برائی کی حقیقت سے آگاہ کرنا اور نصیحت کرنا ہے احتساب واجب ہے اور تیسرے مرتبے میں کہ جھڑکنا، بُرا بھلا کہنا، سختی کرنا اور پانچویں مرتبے میں کہ مارنا حرام ہے۔ اور چوتھے درجے میں کہ عملاً مٹا دینا ہے جیسے

مزامیر (باجے بنسریاں وغیرہ) توڑ دینا، شراب بہادینا، ریشمی کپڑے باپ کے بدن سے اتار لینا، غصب کیا ہوا سامان لے کر اس کے مالک کو لوٹا دینا اور گھر کی دیواروں سے تصویریں کھرچ دینا، سونے اور چاندی کے برتن توڑ دینا اور ایسے ہی دوسرے کاموں میں جن کے سبب باپ کو تکلیف اور دکھ پہنچے۔ اختلاف ہے اور زیادہ واضح اور زیادہ صحیح یہ ہے کہ بیٹے کو ایسے کاموں میں احتساب کی اجازت ہے بلکہ یہ اس پر واجب ہے کیونکہ بیٹے کا اس قسم کے احتساب میں لگ جانا (اللہ کی) طاعت وعبادت ہے۔ اور باپ کا دکھ پانا اور غصہ کا آنا اس باطل حرام کی وجہ سے جس کی محبت اس کے دل میں راسخ ہو چکی ہو گناہ ہے اور اس کا درحقیقت کوئی اعتبار نہیں ہے۔ البتہ بیٹے کا باپ سے ہاتھ اور مار پیٹ کے ساتھ احتساب کرنا حرام ہے کیونکہ حقوق والدین کے بارے میں خصوصیت کے ساتھ آیات اور احادیث وارد ہیں کہ وہ سب عام حکم میں استثناء کرنے کی موجب ہیں اور جمہور اہل علم اس پر متفق ہیں کہ جلاد کو نہیں چاہیے کہ اپنے باپ کو حد قصاص میں قتل کرے اگرچہ وہ کافر ہے۔ پس جب بیٹے کے لئے باپ کو ایسی سزا دینے کیلئے تکلیف پہنچانا جائز نہیں ہے جو سابقہ جنایت کی سزا ہے تو اس تکلیف اور سزا کے جائز ہونے سے انکار کرنا بطریق اولیٰ جائز ہے جو کسی ایسے گناہ کی وجہ سے دی جائے جس کی مستقبل میں کئے جانے کا خطرہ ہے۔ اور بیوی کے خاوند پر اور غلام کے آقا پر احتساب کرنے کا حکم بیٹے اور باپ کے حکم سے قریب ہے اور افراد رعیت کا سلطان پر احتساب کرنے کا مسئلہ سب سے زیادہ سخت ہے کیونکہ افراد خلق کا بادشاہ پر احتساب کرنے کی جرأت کرنا تعریف، نرمی اور وعظ ونصیحت کے علاوہ ممکن نہیں ہو سکتا۔

البتہ قدرت جو محتسب کی شرائط میں سے ہے جیسا کہ پوشیدہ نہیں رہ سکتی کیوں کہ

عاجز پر دل میں برائی سے نفرت رکھنے کے علاوہ جیسا کہ حدیث نبوی میں ذکر کیا گیا ہے احتساب واجب نہیں ہے۔م

محتسب کی چار حالتیں:

اس مقام پر قادر اور عاجز ہونے کے لحاظ سے محتسب کی چار حالتیں ہیں۔پہلی حالت احتساب کا واجب ہونا، دوسری حالت وجوب احتساب کا ساقط ہونا، تیسری حالت احتساب کا مستحب ہونا چوتھی حالت تخیر یعنی احتساب کا محتسب کی مرضی اور اختیار پر منحصر ہونا۔

محتسب کی پہلی حالت:

محتسب کی پہلی حالت مطلق قدرت ہے اور وہ یہ ہے کہ یقین کے درجے میں جانتا ہو کہ اس احتساب سے منکر مٹ جائے گا اور اس کی عزت مال اور جان کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ایسے موقع پر علماء کا اتفاق ہے کہ احتساب واجب ہے۔

محتسب کی دوسری حالت:

محتسب کی دوسری حالت یہ ہے احتساب مفید نہیں ہوگا اور اس کی وجہ سے اس کو ضرر بھی پہنچے گا۔ایسی حالت میں احتساب کا وجوب ساقط ہے۔

محتسب کی تیسری حالت:

محتسب کی تیسری حالت یہ ہے کہ وہ جانتا ہو کہ احتساب مفید نہیں ہوگا۔لیکن ضرر کا خوف و خطرہ بھی نہ ہو ایسے موقع پر احتساب اگر چہ واجب نہیں ہے لیکن اسلام کے شعار کا اظہار کرنے کیلئے مستحب ہے۔

محتسب کی چوتھی حالت:

محتسب کی چوتھی حالت یہ ہے کہ محتسب علم اور پرہیز گاری سے موصوف ہو اور جانتا ہو کہ اس کے احتساب کو منکر کے دور کرنے یا فاسق کو مرعوب کرنے یا باجوں بنسریاں وغیرہ کو توڑنے اہل دین کے دلوں کو تقویت پہنچانے اور ان کا حوصلہ بڑھانے میں کوئی اثر ہوگا تو اسے چاہیے کہ مال وجان کے ضائع ہونے کا اندیشہ نہ کریں۔ اور مار پیٹ اور قتل سے نہ ڈرے اور دینی نصیحت سے غفلت برتنا روا نہ رکھے۔ لیکن اگر وہ جانتا ہو کہ اس کے احتساب کی وجہ سے اس کے ساتھیوں اور رشتہ داروں سے کسی کو نقصان پہنچے گا اس وقت احتساب نہیں کرنا چاہیے کیونکہ اس کا ایک منکر پر احتساب کرنا ایک دوسرے منکر کو پیدا کرتا ہے جو پہلے منکر سے زیادہ قبیح اور برا ہے اور ایسا ہی ہے کہ اگر کوئی ظالم وجابر آدمی ظلم کے ساتھ ایک دنبہ کو ذبح کرے اگر محتسب ظالم کو اس سے روکے تو غصہ میں بھڑک اٹھے گا اور اس کی وجہ سے آدمی یا بھیڑ یا یا کسی اونٹ کو ذبح کر دے گا ایسی صورتوں میں احتساب حرام ہے۔ ہاں اگر کوئی شخص چاہے کہ اس کے اعضاء میں سے ایک سالم عضو کو کاٹ ڈالے اور اس کو اس سے لڑے بغیر نہیں روکا جا سکتا اور ممکن ہے کہ اس کشمکش میں اس کے قتل تک نوبت پہنچ جائے۔ صحیح یہی ہے کہ اس کو اس سے (یعنی اپنا کوئی عضو کاٹنے سے) روکنا واجب ولازم ہے اگر چہ کوشش خود اس کے اور اس کے عضو کے تلف ہونے تک نوبت پہنچا دے۔ کیونکہ غرض اس کی جان اور عضو کو بچانا ہی نہیں ہے بلکہ اصل غرض منکرات اور گناہوں کا راستہ بند کرنا ہے اور اس وجہ سے اس کا قتل ہو جانا گناہ نہیں ہے اور اس کا اپنے عضو کو قطع کرنا گناہ ہے اور ایسا ہی ہے جیسا کہ مسلمان کے مال پر کسی حملہ کرنے والے کو ہٹانا اگر چہ وہ مال ایک درہم ہی ہو اور یہ ہٹانا حملہ آور کی جان

کے تلف ہوجانے تک نوبت پہنچادے۔اس وجہ سے نہیں کہ ایک مسلمان کے مال چھیننے کا قصد کرنا معصیت ہے اور غاصب کا قتل معصیت کر رفع کرنے کی وجہ سے معصیت نہیں ہے اور شارع کا مقصود گناہوں کو روکنا ہے۔

﴿زمانی لحاظ سے گناہوں کی تین قسمیں﴾

اور سارے گناہ تین قسموں کے ہیں۔گزشتہ گناہ، حال کا گناہ، آئندہ متوقع گناہ پہلی قسم گزشتہ گناہ ہے۔جیسے زنا اور شراب کہ گذر گئے ہوں اور ان کے آثار بھی منقطع ہو چکے ہوں۔ حدوتعزیر کی شکل میں ان کی سزا حکام اور والیان امر سے تعلق رکھتی ہے۔افراد رعیت کا اس میں کوئی دخل نہیں ہے۔

دوسری قسم حال کا گناہ ہے اور وہ یہ ہے کہ اس کا مرتکب اس فعل میں مشغول ہو جیسے کہ دوتازہ اور مزامیر یعنی بنسریاں اور شراب رکھنا اور ریشم کا کپڑا پہننا اور ایسے گناہوں کا خاتمہ جس تدبیر سے ممکن ہوان کو روکنا واجب ہے اور ان کو کھلا چھوڑ دینے والا گنہگار ہے اور تمام افراد اہل اسلام اس کے روکنے میں شریک ہیں جب تک ان کا روکنا کسی زیادہ بڑے گناہ تک نوبت نہ پہنچاتا ہو۔

تیسری قسم کا گناہ یہ ہے کہ عین گناہ متوقع ہو۔مثلاً شراب پینے کیلئے محفل آراستہ کرنا اور شراب اور زانیوں کے حاضر کرنے سے پہلے زنا کے اسباب مہیا کرنا۔یہ ایک مشکوک امر ہے۔ممکن ہے کہ عین گناہ کا حصول ووقوع کسی رکاوٹ یا مانع کی وجہ سے میسر نہ ہو مگر بعض کام ایسے ہیں کہ وہ حرام کی تمہید بنتے ہیں اور ان پر حرام کا حکم ہوتا ہے مثلاً اوباشوں اور شہدوں کا عورتوں کے حماموں کے دروازوں پر کھڑا ہونا یا عورتوں کی گزرگاہوں پر ان کی نظارہ بازی

کیلئے کھڑا ہونا اور اجنبی مرد کا اجنبی عورت کے ساتھ خلوت میں رہنا کہ اس حالت میں وقوع گناہ کا ظن غالب ہے۔ایسی حالت کو ختم کر دینا ایسی معصیت کو روک دینا ہے جو گویا کہ واقع ہو چکی ہے یا کم اَزکم جلد تر واقع ہونے والی ہے۔

دوسرا رکن عمل احتساب: دوسرا رکن عمل احتساب ہے اور اس رکن کے آداب کے سات درجے ہیں اول معرفتِ منکر دوئم تعریف بذریعہ وعظ ونصیحت، سوئم عنف یعنی بختی، چہارم تغیر (مٹا دینا) پنجم مار پیٹ کا خوف دلانا، ششم عملاً مار پیٹ کرنا، ہفتم معاونین سے مدد لینا اور لڑنا۔

احتساب کا پہلا درجہ معرفت: منکر احتساب کا پہلا درجہ منکر کا معلوم ہونا ہے اور اس درجے کا ادب یہ ہے کہ منکر کی طلب میں تجسس نہ کرے اور لوگوں کے گھروں کے دروازہ، روشندانوں سے شراب کی بو سونگھنے کی کوشش نہ کرے اور اگر کسی نے مزامیر (گانے بجانے کے آلات) میں سے کوئی چیز کپڑے کے نیچے اس طرح چھپائی ہوئی ہو کہ اس کی شکل نظر نہ آتی ہو تو عمداً ہاتھ سے اس کا پردہ نہ اٹھائے اور فاسق کے پیٹھ پیچھے اس کے ہمسائے سے اس کے فسق کی خبریں حاصل کرنے کی کوشش نہ کرے۔اگر اس کے عمل کی دو عام آدمی یا ایک نیک آدمی گواہی سے کہ فلاں شخص کے گھر میں شراب پی رہے ہیں۔صحیح یہی ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر اس کے گھر پر دھاوا نہیں بولنا چاہیئے کیونکہ مسلمانوں کا ثابت شدہ حق دو عدول اور نیک مسلمانوں کی شہادت کے بغیر ساقط نہیں ہوگا۔

حدیث میں آیا ہے کہ سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی میں یہ الفاظ کندہ تھے۔

﴿الستر لماعاینت احسن من اذاعته ما ظننت﴾

یعنی جو (عیب) تونے دیکھا ہے سے چھپانا اس کے عیب ظاہر کرنے سے بہتر ہے جس کا تجھے ظن اور گناہ ہے۔

احتساب کا دوسرا درجہ تعریف: احتساب کا دوسرا درجہ تعریف (گناہ) کی حقیقت اور مضرت سے آگاہ کرنا ہے۔ اس درجے میں محتسب کے آداب یہ ہیں کہ پہلے بہت عمدہ طریقہ سے تعریف کرے (یعنی گناہ کی حقیقت ومضرت سے آگاہ کرے) اور پند و نصیحت میں نرمی سے شفقت ودعوت کا حق بجالائے۔ کیونکہ عام جاہلوں کے منکرات کے اقدامات کی علت اور وجہ ان کا منکرات کی حقیقت سے جاہل و بے خبر ہونا ہی ہوتا ہے اور اغلب یہی ہے کہ جب اس گناہ کی حقیقت سے آگاہ ہوجاتے ہیں تو اسے ترک کردیتے ہیں مگر یہ اس وقت تک ہے جب تک سے احمق اور جاہل کہہ کہہ کر شرمندہ کرنے اور لڑنے تک نوبت نہ پہنچے اور جب شرمندہ کرنے اور تعصب تک نوبت پہنچ جائے تو وعظ و نصیحت فائدہ نہیں دیتا۔ اور اور انسان کی نظری خاصیت ایسی واقع ہوئی ہے کہ وہ اپنے نقصان اور رسوائی سے اور پردہ فاش ہونے سے نفرت کرتا ہے اور جہالت وحماقت اس کا باطنی پردہ ہے اور باطن کے پردے کا فاش ہونا ظاہری پردے کے فاش ہونے سے زیادہ برا ہے۔

یہی سبب ہے کہ اکثر لوگوں کی طبیعتیں اپنے ظاہری پردے سے زیادہ اپنے جہالت کو چھپانے کی نہایت حریص اور خواہشمند ہوتی ہیں اور یہی وجہ ہے جب نفس پرست طالب علموں میں سے کوئی مجلس میں کسی کی غلطی نکالے تو اسے سخت غصہ آجاتا ہے وہ اپنی غلطی ماننے سے انکار کرتا اور اس کی بات کو حق اور صحیح جاننے کے باوجود حق کو باطل ثابت کرنے کیلئے

ہر مدخل میں داخل ہوتا (یعنی ہر طرح کی غلط باتیں کرتا ہے) تا کہ اس کی جہالت کا پردہ فاش نہ ہو اور لوگ اس کی رسوائی اور حماقت سے باخبر نہ ہو جائیں اور اس بیماری کا ازالہ غالباً حسن نصیحت اور نرمی کے بغیر نہیں ہو سکتا۔

دوسری بات یہ ہے کہ کسی کا جاہل اور احمق کہنا ایذا (تکلیف دینا) ہے۔ اور جس طرح کسی مسلمان کو گناہ پر قائم رہنے دینا ممنوع ہے۔ اور جس طرح احتساب میں منکر پر خاموش رہنا ممنوع ہے اسی طرح کسی کو تکلیف دینا بھی ممنوع ہے۔ اور نرمی کے ساتھ وعظ و نصیحت کرنے سے پہلے سختی کرنا ایسا ہے جیسا خون کو پیشاب کے ساتھ دھونا۔

محتسب کو چاہیئے کہ ایسے موقع پر پند و نصیحت اور آخرت کے عذاب سے ڈرانے کی باتیں کرنے والی جو احادیث اس بات میں وارد ہوئی ہے۔ اس کو سنائے اور سمجھائے اور اسے سلف صالحین اور امت کے بڑے بزرگوں کی سیرت سے اگاہ کریں اور سمجھانے میں شفقت، خیر خواہی اور نرمی کا طریقہ اختیار کریں گناہ کرنے والے کی گناہ کو اپنا گناہ سمجھے۔ کیونکہ تمام اہل اسلام خاصیت کے لحاظ سے ایک جسم اور ایک جان کی مانند ہے جیسا کہ نعمان بن بشیرؓ نے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآل وسلم نے فرمایا:

﴿تری المؤمنین فی تراحمهم و توادهم و تعاطفهم
کمثل الجسد اذا اشتکی عضو تداعی له سائر﴾

تم مؤمنوں کو دیکھو گے کہ وہ باہمی رحم و محبت اور شفقت کی رو سے ایک جسم کی مانند ہیں جب اس کا کوئی عضو دکھتا ہے تمام اعضاء بخار اور بے خوابی میں اس کے ساتھ شریک ہوتے ہیں۔

احتساب کا تیسرا درجہ تعنیف و تغلیظ: احتساب کا تیسرا درجہ شدت اور سخت کلامی اور بے حیائی کے بغیر برا بھلا کہنا ہے اس درجہ کے آداب یہ ہیں:

پہلا ادب: کہ جب فاسق کو نرمی کے طریقے سے وعظ و نصیحت کر کے برائی سے روکنے میں عاجز ہو جائے اور دیکھے کہ وہ نصیحت کرنے کی حالت میں بھی گناہوں پر اصرار ہی کرتا چلا جا رہا ہے اور پند و نصیحت کا استہزا کرتا اور ٹھٹھے اڑاتا ہے تو ضروری ہو جاتا ہے کہ اسے سخت کلامی اور جھڑکیوں کے ذریعے برا بھلا کہہ کر گناہوں سے روکے اور برا کہنے میں بے حیائی سے احتراز کرے اور ایسا لفظ کہے جو واقع میں جھوٹ نہ ہو۔ مثال یوں کہے اے فاسق اے جاہل، اے احمق کیونکہ جو شخص بھی نفس و ہوا کے پیچھے چل کر حق کی خلاف ورزی روا رکھتا ہے وہ احمق ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآل وسلم نے فرمایا:

﴿الا حمق من اتبع نفسه هو اها و تمنی علی الله المغفرة﴾

احمق وہ ہے جو خواہش نفس کے پیچھے چلتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے بخشش اور معافی کی آواز رکھتا ہے۔

دوسرا ادب: دوسرا ادب یہ ہے کہ کچھ کہے حق کہے اور حق اللہ کیلئے کہے اور کہنے میں قدر ضرورت پر اکتفا کرے اور سختی کرنے میں حد سے نہ بڑھے اور اگر سمجھے کہ سختی اس پر اثر نہیں کرتی اور وہ تحقیر اور غصے سے اسے رنج پہنچے گا اور اس کے ساتھ ترش روئی کرنا ضروری ہے تو ترش روئی کرنا واجب ہو جاتا ہے۔

احتساب کا چوتھا درجہ منکر کو ہاتھ سے مٹا دینا:

احتساب کا چوتھا درجہ منکر کو ہاتھ سے مٹادینا ہے جیسا مناہی وملاہی (یعنی دیگر ممنوعات اور گانے بجانے) کے آلات کو ہاتھ سے توڑ دینا جیسے (طنُبور، تارہ چنگ وارباب) وغیرہ اور شراب کو بہادینا اور ریشم کے کپڑے اُتار لینا، غصب شدہ چیز لے لینا اور غاصب کے بدن سے اتار لینا اور ایسے ہی دوسرے کام۔

احتساب کے درجہ چہارم کے دو آداب:

پہلا ادب: پہلا ادب یہ ہے کہ جب تک محتسب علیہ (جس کا احتساب کرنا ہے) کو تکلیف دیئے بغیر اس کے گناہ کا ازالہ ناممکن ہو جائے اپنے ہاتھ سے اسے مٹانے کی کوشش نہ کرے یعنی پہلے محتسب علیہ سے منکر کا ازالہ کرانے کی کوشش کرے جب باز آئے تو اس وقت محتسب منکر کو ہاتھ سے روکے۔

دوسرا ادب: دوسرا ادب یہ ہے کہ مٹانے میں ضرورت کی حد پر اکتفا کرے۔ جب تک غاصب کا ہاتھ پکڑ کر اسے مغصوب منہ کے گھر سے باہر لا سکتا ہو اس کی داڑھی اور گریبان پر ہاتھ نہ ڈالے اور جب تک مناہی وملاہی (دیگر ممنوعات اور گائے بجانے کے آلات) توڑ نے کے ساتھ ختم کر سکے تو توڑ کر ہی ختم کرے ان کو نہ جلائے اور گانے بجانے کے آلات کو توڑنے کی حد یہ ہے کہ ان کی مرمت کرنے کی تکلیف ان کو دوبارہ بنانے یا خریدنے کے برابر ہو۔ شراب کے بہادینے کی صورت میں اگر اس کے برتن شراب کے علاوہ کسی اور چیز کیلئے استعمال کرنے کے قابل ہوں اور اس بات کا امکان ہو کہ شراب والا آدمی ان کو کسی اور چیز کے استعمال کا برتن بنالے گا تو ان کو نہیں توڑنا چاہیئے۔ اور اگر سمجھے کہ شراب کے بہادینے کے

بعد وہ ان کو پھر سے شراب ہی کے برتن بنائیگا تو ان کو توڑ دینا واجب اور ضروری ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں شراب کے برتن توڑے گئے تھے اور پھر وہ حکم منسوخ ہوگیا تھا لیکن جب کبھی بھی فاسقوں کو زجر کرنے اور ان کو فسق وفجور سے الگ کرنے کی ضرورت پڑے گی اس حکم کا نافذ کرنا لازم ہوجائے گا کیونکہ جو حکم زوال علت سے زائل ہوجاتا ہے بلاشبہ علت کے دوبارہ لوٹ آنے سے وہ حکم بھی لوٹ آتا ہے اور اگر شراب کا برتن تنگ منہ والا ہو، شراب کے بہانے میں زیادہ وقت لگتا ہو اور اس بات کا امکان ہو کہ فاسق اسے لائیں گے اور شراب کے بہانے سے روک دیں گے یا اس کے کام پڑے رہ جائیں گے ان حالتوں میں جائز ہے کہ اس برتن کو توڑ دے کیونکہ منکر کو مٹانا اس واجب ہے اور اس پر لازم نہیں ہے کہ شراب کے برتن کو محفوظ رکھنے کیلئے اپنی منفعت ومصلحت کو ضائع کرے اور اگر برتن ایسی جگہ میں ہو کہ وہاں محتسب کا ہاتھ نہ پہنچتا ہو لیکن یہ ممکن ہو کہ اسے پتھر مار کر توڑ سکے تو توڑ دینا واجب ہے اور برتن کی قیمت اس وقت کی وجہ سے ساقط ہوگی جو اس کے اور شراب کا برتن توڑنے کے درمیان حائل ہوچکی ہوئی ہے کیونکہ اگر شراب پینے والا خود اپنے بدن کے ساتھ محتسب اور شراب کے درمیان حائل ہوجاتا تو اس کو ضرب اور زخم کے ذریعے ہٹانا واجب ہوتا۔ جب خود برتن کا مالک رکاوٹ ڈالنے کی وجہ سے مارنے اور زخمی کیے جانے کا مستحق ہوجاتا ہے تو شراب کے برتن کی حرمت اس برتن کے مالک سے زیادہ نہیں ہے اور یہ مسائل فقہی دقائق (فقہ کے باریک مسائل) میں سے ہیں جن کو جانے بغیر محتسب کو کوئی چارہ نہیں۔

احتساب کا پانچواں درجہ:

احتساب کا پانچواں درجہ فاسق کو جھڑکنا اور ڈرانا ہے مثلاً محتسب محتسب علیہ سے کہے کہ اس کام کو چھوڑ دے ورنہ میں تیرا سر توڑ دوں گا یا تجھے تعزیر دوں گا یا تجھ پر حد جاری کروں گا۔

احتساب کے درجہ پنجم کا ادب:

اور اس درجے کا ادب یہ ہے کہ محتسب محتسب علیہ کو ایسی دھمکی سے نہ ڈرائے جس کا ثبوت شریعت میں موجود نہ ہو۔ مثلاً یوں کہے کہ تیرا گھر اجاڑ دوں گا یا تیرے بیوی بچوں کو قید کر دوں گا اور اسی کی مانند دوسری باتیں۔ کیونکہ اگر ایسی تہدید (ڈراوے) کی بات از راہ عزم کہے تو حرام ہے اور اگر تہدید میں اس کا عزم نہ ہو تو جھوٹ کہنے والا ہو گا اور جھوٹ بھی شریعت میں حرام ہے لیکن اگر مارنے اور بے عزتی کرنے کی دھمکی دے اور اس پر ایک معلوم ومتعین حد تک اس کا ارادہ بھی ہو تو حالت کے تقاضے کے مطابق جائز ہے اور اگر وہ جانے کہ فاسق فسق کرنے پر مصر ہے اور ڈراوے کی سختی اس کو روک دے گی اور ڈراوے میں مبالغہ کرنا اس کو فسق سے روک دے گا تو جائز ہے کہ اسے حد معلوم سے زیادہ کی دھمکی بھی دے اور ممنوع جھوٹ میں سے نہیں ہے کیونکہ ایسے حال میں مبالغہ ایسا ہے جیسا دو فریقوں کے درمیان صلح کرانے یا میاں بیوی کے درمیاں میل ملاپ پیدا کرنے کیلئے مبالغہ کرنا جائز ہے اور یہ ان باتوں میں سے ہے جن کی شدید حاجت کی وجہ سے اجازت دی گئی ہے اور علمائے سلف نے ہمیشہ اس کو مستحب قرار دیا اور اس پر پابندی سے عمل بھی کیا ہے۔

پہلی شرط: پہلی شرط یہ ہے کہ مارنا ضرورت کے مطابق ہو اور وہ یہ ہے کہ فاسق وظالم کا

اصرار اس درجے کا ہو کہ تعریف وعظ ونصیحت، عنف اور سختی اور جھڑکنا اسے فسق وفجور سے نہ سے نہ روک سکے اور دفع منکر میں حاجت کی بنا پر مارنا لازم ہو جائے۔

دوسری شرط: دوسری شرط یہ ہے کہ مار پیٹ کو حد سے نہ بڑھائے اور حاجت کی حد تک اکتفا کرے اور جونہی وہ برائی سے باز آجائے اور ہاتھ روکے اس کے بعد اسے تکلیف دینے کی کوشش نہ کرے اور جیسا کہ قاضی پر لازم ہے کہ فراخ دست مقروض کو قرض ادا کرنے کے واسطے قید کرنے اور مارنے میں درجہ بندی کا لحاظ رکھے اس طرح محتسب پر بھی یہ درجہ بندی کی رعایت رکھنی لازم ہے اور اگر دفع منکر کیلئے ہتھیار اٹھانے کی ضرورت پڑے تو ہتھیار روا جب ہے جیسا کہ کسی فاسق نے کسی بیگانہ عورت کو پکڑا ہوا ہو یا کوئی مزمار (بنسری) وغیرہ ہاتھ میں لئے ہوئے بجا رہا ہو اور اس کے اور محتسب کے درمیان پانی یا چھت حائل ہو اور اس تک پہنچنے سے مانع ہو ایسی حالت میں تیر و کمان اٹھائے اور کہے کہ اس منکر (گناہ) کو چھوڑ دے ورنہ تجھے تیر ماردوں گا اگر وہ باز نہ آئے تو اس پر تیر چلا دے۔

لیکن اس کی پنڈلی، پاؤں اور ران پر چلائے اس کے اہم اعضاء مثلاً سر، منہ، دل، سینہ وغیرہ کا قصد نہ کرے۔ معتزلہ کہتے ہیں کہ جو کام حقوق اللہ سے تعلق رکھتے ہیں ان کاموں میں عام آدمی کا احتساب وعظ تعریف اور نصیحت کے علاوہ جائز نہیں ہے اور عملاً مارنے اور زخمی کرنے کا حق حاکم کے سوا کسی کو نہیں پہنچتا۔ لیکن جمہور علماء اہل سنت کے نزدیک یہ ہے کہ اللہ کے حقوق سے تعلق رکھنے والی چیزوں کے احتساب اور بندوں کے حقوق سے تعلق رکھنے والی چیزوں کے احتساب میں کوئی فرق نہیں ہے کیونکہ اللہ اور بندوں کے سب حقوق کا احتساب سب بندوں پر واجب ہے۔

احتساب کا ساتواں درجہ: احتساب کا ساتواں درجہ یہ ہے کہ محتسب کمزور ہو اور فاسق طاقتور اور محتسب منکر کو مٹانے میں ہتھیار اٹھانے اور معاونوں اور مددگاروں کا محتاج ہو اور یہ بھی ممکن ہو کہ فاسق بھی معاونوں اور مددگاروں کی امداد سے مقابلہ کرے اور یہ درجہ اختلاف کا مقام ہے۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ اس درجے میں افراد رعیت کو مستقل حیثیت حاصل نہیں ہے اور حاکم کی اجازت کے بغیر یہ کام نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ یہ کام فتنہ کو حرکت دینا فساد کا بھڑکاتا اور بستیوں کی تباہی کا باعث بنتا ہے اور بعض علماء نے کہا کہ حاکم کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے اور یہ قول قرین قیاس ہے کیونکہ جب علماء نے بالاتفاق افراد رعیت کے امر معروف اور نہی منکر کا جائز قرار دیا ہے بلکہ اس کا وجوب نص قرآن سے ثابت ہو چکا ہے کوئی شک نہیں ہے کہ اس کا پہلا درجہ دوسرے درجے تک اور دوسرا درجہ تیسرے درجے تک پہنچا دیتا ہے یہاں تک کہ اس درجہ کی نوبت آجاتی ہے جو مدڈ مقابلہ اور لڑائی چاہتا ہے اور یہ سب امر معروف کے لوازم میں سے ہے۔ پس جو کوئی اس عبادت کو انجام دے اسے چاہیئے کہ اس کے لوازم و نتائج سے نہ ڈرے اور اسلام کی مدد کرنے شریعت کو قائم کرنے اور گناہوں کو مٹانے کے واسطے رضائے الٰہی حاصل کرنے کے لئے فوج بندی کو سب سے افضل طاعت اور سب سے بلند درجے کی عبادت سمجھے ارسب قُربات سے زیادہ محبوب شمار کرے اور جب ہم افراد رعیت کیلئے جائز سمجھتے ہیں کہ اجتماع اور تنظیم کریں اور اہل کفر کی بیخ کنی کیلئے کفار کے فرقوں میں سے جس فرقہ سے چاہیں جنگ کریں اور اس حالت میں کافروں کے مقتول فضول ضائع ہوتے ہیں اور اہل اسلام کے مقتولوں کو شہادت کا خلعت ملتا ہے اسی طرح افراد رعیت کا فساد کی بیخ کنی کرنا بھی جائز ہے اور اگر علانیہ اور اصرار کے ساتھ فسق

کرنے والا فاسق منکر کے مٹانے والے کے مقابلے میں مارا جائے تو اکثر علماء کے نزدیک ہدر ہے یعنی اس کا خون ضائع ہے اور جمہور کے نزدیک اس کو قتل کر دینے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اگر حق پرست محتسب قتل کر دیا جائے تو وہ مظلوم شہید ہے اور جب کہ امر معروف اور نہی منکر کا اس حد تک پہنچنا نوادر (یعنی قلیل الوقوع باتوں) میں سے ہے اور نادر واقعہ احکام (قوانین) کے راستوں سے خارج ہوتا ہے یعنی شاذ و نادر واقعات کیلئے احکام و قوانین وضع نہیں کئے جاتے۔

پس قیاس شرعی کا قانون نادر امور و واقعات کے تصور کی وجہ سے نہیں بدلتا اور جو شخص منکر کو مٹائے اور یہ مسئلہ فقہی احکام کے محتملات میں سے ہے اس کی باریکیوں کو سمجھنا ضروری ہے تاکہ بندہ مؤمن خطا میں نہ پڑ جائے۔

تیسرا رکن محتسب علیہ ہے: تیسرا رکن محتسب علیہ ہے اور یہ وہ شخص ہے جو کسی مامور کے ترک کرنے یا کسی ممنوع کام کا ارتکاب کرنے کی وجہ سے عقاب و احتساب کا مستوجب ہوا ہے اور اس رکن کی شرط یہ ہے کہ محتسب علیہ میں وہ صفت پائی جائے جس کی وجہ سے فعل ممنوع اس کے حق میں منکر ہو اور اس کیلئے انسان ہونا کافی ہے اور مکلف ہونا شرط نہیں ہے اسی طرح عقلمند آزاد مسلمان ہونا بھی اس کیلئے شرط نہیں ہے۔ کیونکہ اگر کوئی بچہ شراب پئے یا کوئی دیوانہ زنا کرے اس کو اس سے روکنا واجب ہے جیسا کہ اگر کوئی چوپایہ کسی مسلمان کی کھیتی کا نقصان کر رہا ہے اس کو بھی اسی طرح روکنا واجب اور ضروری ہے۔ جس طرح دیوانے کو زنا سے روکنا واجب ہے لیکن اسے احتساب میں شمار نہیں کرتے کیونکہ احتساب نام ہے کسی منکر سے روکنے کا جس کا تعلق اللہ کے حق سے ہو اور اس کا مقصد کسی

ممنوع چیز کو ایسا استعمال کرنے سے بچانا ہو جو مرتکب کے حق میں معصیت اور گناہ ہو۔

وجوب احتساب کے دو سبب: احتساب کے واجب ہونے کا سبب دو حق ہیں۔ ﴿پہلا سبب﴾۔ اللہ کا حق ہے جس کا ضائع کرنا معصیت ہے۔

﴿دوسرا سبب﴾۔ دوسرا سبب بندوں کا حق ہے جس کا ضائع کرنا ظلم ہے۔

پس بعض منکرات کے منع کرنے میں دونوں حق ملحوظ ہوتے ہیں اور بعض میں ایک ہی حق پیش نظر ہوتا ہے۔ جیسا کہ ایک شخص کسی دوسرے کا مال ضائع کرتا ہے۔ یہاں دونوں حق ملحوظ ہیں۔ ایک اللہ کا حق ہے کہ یہ فعل س کے فرمان کے خلاف ہے اور فاعل کے حق میں معصیت ہے۔ دوسرا حق غیر کے مال کی حفاظت ہے اور اگر کوئی شخص کسی دوسرے آدمی کا کوئی عضو اس کی اجازت سے کاٹے تو مجنی علیہ (یعنی جس کا نقصان ہوا اس) کا حق تو اس کی اجازت کی وجہ سے ساقط ہو جائیگا لیکن جانی (جنایت اور نقصان کرنے واے) کا فعل معصیت ہوگا کیونکہ یہ اللہ کے حق کو ضائع کرنا ہے اور اس جگہ احتساب کا حکم ثابت ہے اور بچے اور دیوانے کو شراب پینے اور زنا کرنے سے منع کرنا اسی قسم میں شامل ہے اور چوپائے کو مسلمان کی کھیتی سے نکالنے کا یہ حکم نہیں ہے کیونکہ چوپائے کو روکنا اس وجہ سے نہیں ہے کہ فعل اس چوپائے کے حق میں معصیت اور گناہ ہے بلکہ صرف مسلمانوں کے مال کی حفاظت کی غرض سے ہے اسی وجہٗ سے اسے احتساب نہیں کہتے کیونکہ اگر وہ چوپایہ پانی کی جگہ کوئی نجاست کھائے یا شراب پی جائے تو منع نہیں کیا جائے گا اور دیوانے اور بچے کو شراب پینے اور چوپائے کے ساتھ بدفعلی کرنے سے روکنا شراب اور چوپائے کی خصوصیت کی وجہ سے نہیں بلکہ نفس کے بچاؤ اور اس کی انسانیت کے احترام کی وجہ سے ہے اور یہ نکتہ احتساب کے لطیف

احکام میں سے ہے جن کے حقائق سے ذہین وفطین اہل علم کے سوا کوئی واقف ہوتا۔

دوسروں کے مال کی حفاظت کی دو صورتیں: جب تو نے یہ مسائل معلوم کر لئے تو جان لے کہ دوسروں کے مال کی حفاظت کی دو صورتیں ہیں۔

﴿**پہلی صورت**﴾۔ پہلی صورت یہ ہے کہ اس کی وجہ سے کوئی تکلیف، کوئی خسارہ اور کوئی نقصان مسلمان کی جان و مال اور جاہ کو لاحق نہ ہو اور مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کے سلسلے میں احتساب کی یہ مقدار واجب کا سب سے کم درجہ ہے اور جو بہت سی دلیلیں اہل اسلام کے حقوق کی حفاظت کے بارے میں آئی ہیں وہ اس بارے میں کافی ہیں اور یہ حفاظت سلام کا جواب دینے سے زیادہ لازم ہے کیونکہ کسی کے حقوق کی حفاظت چھوڑ دینے میں اس کے لئے سلام کا جواب نہ دینے سے زیادہ تکلیف ہے اور علماء کا اتفاق ہے کہ جب کسی مسلمان کا مال کسی ظالم کی وجہ سے ضائع ہونے کے خطرے میں پڑ جائے اور کسی مسلمان کا مال کسی ظالم کی وجہ سے ضائع ہونے کے خطرے میں پڑ جائے اور کسی شخص کے پاس ایسی شہادت موجود ہو۔ جس کے پیش کرنے سے وہ حق پلٹ کر مستحق کو مل سکتا ہو شہادت دینا اس پر واجب و لازم ہے اور اس شہادت کے چھپانے سے گنہگار ہوگا اور ہر ایسے منکر کا دفعیہ چھوڑ دینا جس کا دفعیہ کرنے سے کوئی نقصان نہ پہنچے یہی حکم رکھتا ہے۔

﴿**دوسری صورت**﴾۔ اگر دفع منکر کی وجہ سے اس کی جان اور مال و جاہ کو کوئی تکلیف یا نقصان پہنچے تو احتساب لازم نہ ہوگا کیونکہ دوسروں کی طرح اس کی جان و مال اور جاہ کا حق بھی ملحوظ رکھنا ضروری ہے اور اس پر لازم نہیں ہے کہ اپنے حق کو کسی دوسرے کے حق پر فدا کر دے لیکن اگر ایثار کے طور پر اپنا حق کسی مسلمان بھائی کیلئے ایثار کر دے تو یہ امر

مستحبات ومندوبات میں سے ہوگا۔ دونوں فریق کے نقصان کی کمی بیشی کا فرق ملحوظ نہیں رکھا جائے گا۔ مثلاً اگر کوئی کہے کہ جب دافع کوکسی کی کھیتی سے چوپایوں کو نکالنے کے وقت میں ایک درم سے زیادہ نقصان نہیں ہے اور اس کے چھوڑ دینے سے کھیتی والے کا بہت مال ضائع ہوتا ہے اس لئے زیادہ نقصان کی جانب راجح ہوگی اور چوپایوں کو نکالنا لازم ہوگا۔ لیکن ایسا نہیں ہے بلکہ ایک درم کا مالک اپنے ایک درہم کی حفاظت کا مستحق ہے جیسا کہ زیادہ مال کا مالک اپنے زیادہ مال کی حفاظت کا مستحق ہے اور اسکے دفاع واجب ولازم ہونے کے حق میں نص یا قیاس کی کوئی دلیل ثابت نہیں ہے۔

﴿تیسری صورت﴾۔ لیکن اگر مال معصیت کے طریقہ مثلاً غصب، لوٹ اور ظلم سے ضائع ہو رہا ہوتو اسے روکنا واجب ہے۔ اگر چہ مشقت اور تکلیف اٹھائے بغیر میسر نہ ہو۔ کیونکہ یہاں شریعت کا حق اور دین کی مدد مقصود ہے۔ اور ہر مؤمن پر واجب ہے کہ گناہوں کو روکنے میں مشقت برداشت کریں جیسا کہ گناہوں کو ترک کرنے میں تکلیف ہوتی ہے۔ اور سارے ہی گناہوں کا چھوڑنا تکلیف پرمبنی ہے بلکہ تمام عبادات کا دارمدار مخالفت نفس پر ہے اور وہ نہایت درجہ کی تکلیف ہے۔

بازار کا نواں منکر: بازار کا نواں منکر، سونے چاندی کے برتن اور ریشم کے مردانہ کپڑے بیچنا جو کہ منکر اور ممنوع ہے۔ اور ان سب کو منع کرنا واجب ہے۔

بازار کا دسواں منکر: پرانے کپڑے دھو کر رفو کر کے ان کو نئے ظاہر کر کے فروخت کرنا کہ یہ ساری مکروفریب کی صورتیں ہیں۔ اور انکا ارتکاب حرام ہے اور ان سب سے منع کرنا واجب ہے۔

منکرات کی تیسری قسم: راستوں اور مجمعوں کے منکرات:

راستوں کے دس منکرات: راستے میں ستون کھڑے کرنا، درخت لگانا، جس سے راستہ تنگ ہو جائے۔

راستے کا دوسرا منکر: راستے میں بیٹھنے کیلئے تھڑا بنانا جس سے راہ گزاروں کو تکلیف پہنچے منکر ہے۔ اور اس کو مٹانا اور گرا دینا واجب ہے۔

راستے کا تیسرا منکر: راستے میں پرنالے رکھنا جن سے استعمال شدہ پانی راستے میں گرتا ہے اور لوگوں کے کپڑے گندے ہوتے ہیں۔

راستے کا چوتھا منکر: راستے کا چوتھا منکر تنگ راستے میں کھانے کی چیزیں بیچنا جس سے راہ گزروں کو تکلیف پہنچے۔

راستے کا پانچواں منکر: اٹھانے کیوقفے سے زیادہ دیر تک راستے میں ایندھن اور کانٹے رکھنا۔

راستے کا چھٹا منکر: راستے کا چھٹا منکر راستے میں تنگ راہ گزر پر چار پائے اور گھوڑے باندھنا لیکن بوجھ لادنے اور سوار ہونے کے وقفے تک جائز ہے کہ ضرورت کی بات ہے۔ اسی طرح چوپایوں پر ان کی طاقت سے زیادہ بوجھ لادنا بھی منکرات ممنوعہ میں سے ہے۔ اور اس کو منع کرنا واجب ہے۔ اسی طرح کانٹے اٹھا کر گزرنا جو لوگوں کو کپڑے پھاڑیں منکر اور گناہ ہے۔

راستے کا ساتوں منکر: راستے میں قصابوں کے مذابح (بوچڑ خانے) بنانا اور ان کے گوبر اور اوجھڑیاں اور خون راستے میں ڈالنا جن سے طبعیتیں نفرت کرتی ہیں اور ہر قصاب

پر لازم ہے کہ مذبح اس جگہ بنائے جو لوگوں کی نظر سے پوشیدہ ہو۔

راستے کا آٹھواں منکر: راستے میں گندگی جیسے کوڑا کرکٹ راکھ، خربوزہ وغیرہ کے چھلکے ڈالنا جس سے لوگوں کے پاؤں پھسلنے کا خطرہ ہو منکر ہے اور اس سے منع کرنا لازم ہے۔

راستے کا نواں منکر: راستے میں بدبودار مردار اور مردہ لاش ڈالنا جس کی بدبو سے راہ گذاروں کو تکلیف پہنچے اس کو منع کرنا اور راستے سے ہٹا دینا واجب ہے۔

راستے کا دسواں منکر: جو گھر عام رہگذر پر ہو اس کے دروازے پر کاٹنے والا کتا رکھنا۔

یہ سب منکرات وممنوعات ہیں ان سب کا منع کرنا واجب ہے اور ان پر خاموش رہنا جرم اور گناہ ہے۔

منکرات کی چوتھی قسم حماموں کے منکرات

حماموں کے منکرات کی آٹھ قسمیں: حماموں کے منکرات اور اس کی اصولی اور بنیادی قسمیں آٹھ ہیں۔

منکرات حمام کی پہلی قسم: منکرات حمام کی پہلی قسم وہ تصویریں ہیں جنہیں حماموں کے دروازوں پر نقش کرتے ہیں۔ ان تصویروں میں آدمی، فرشتے، جن یا حیوانات کی جو بھی صورتیں ہیں ان کو مٹانا اور زائل کرنا واجب ہے اور جس حمام میں تصویر ہو اس میں داخل ہونا حرام ہے۔ مگر درختوں کی تصویریں اور جانداروں کے سوا اور چیزوں کی تصویریں اور فوٹو مٹانا ضروری نہیں کیونکہ وہ جائز ہیں۔

منکرات حمام کی دوسری قسم: منکرات حمام کی دوسری قسم بے پردہ ہونا اور دوسرے کی پردہ کی جگہ کو دیکھنا۔ کیونکہ حدیث شریف ہے۔

﴿لعن الله الناظر والمنظور اليه﴾

اللہ تعالیٰ نے دیکھنے والے پر اور جسے دیکھا جائے دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔

منکرات حمام کی تیسری قسم: منکرات حمام کی تیسری قسم دلاّ ک (مالش کرنے والے) کی ازار بند سے نیچے ہاتھ داخل کرنا رانوں کی ناف کے نیچے سے گھٹنوں تک کے حصے کو کھجانا او ملنا ہے۔

منکرات حمام کی چوتھی قسم: منہ کے بل لیٹنا اور کولھے ملنا خصوصاً اس کو جس کیلئے محرک شہوت ہو

منکرات حمام کی پانچویں قسم: منکرات حمام کی پانچویں قسم ناپاک ہاتھوں اور ناپاک برتنوں کو کم پانی والے حوض میں ڈالنا۔

منکرات حمام کی چھٹی قسم: منکرات حمام کی چھٹی قسم حاجت سے زیادہ پانی بہانا ہے۔

منکرات حمام کی ساتویں قسم: منکرات حمام کی ساتویں قسم بیری یا صابن کا پانی رہگذر میں ڈالنا اور دھوئے بغیر چھوڑ دینا۔ اگر کوئی اپنے آپ کو بیری کے پتوں اور صابن سے دھوئے اور پھیلے ہوئے پانی کو یونہی چھوڑ دے اور کوئی آدمی اس کی وجہ سے (پھسل کر) گر پڑے اور اس کا کوئی عضو ٹوٹ جائے تو ضمان پانی پھینکنے والے اور حمام والے دونوں پر ہے کیونکہ جس طرح پانی چھوڑنے والے پر اسے صاف کرنا واجب ہے حمام والے پر بھی

واجب ہے۔

منکرات حمام کی آٹھویں قسم: منکرات حمام کی آٹھویں قسم حمام کے فرش میں چکنا پتھر لگانا ہے جو چلنے والے کے (پھسل کر) گر پڑنے کا سبب بن جائے۔اس پتھر کو اکھیڑ دینا واجب ہے اور گر پڑنے کی وجہ سے ضمان لازم ہے اور ان سب باتوں پر احتساب و اعتراض واجب ہے۔

منکرات کی پانچویں قسم ضیافتوں اور مجلسوں کے منکرات

منکرات ضیافت کی دس قسمیں اور اس کے اصول بھی دس ہیں۔

پہلا منکر: مردوں کیلئے ریشم کی چادروں کا فرش ہو اور وہ حرام ہے۔

دوسرا منکر: سونے چاندی کے مجمر (انگیٹھی) میں بخور جلانا یا مشروبات کو سونے چاندی کے برتن میں پینا۔

تیسرا منکر: جانداروں کی تصویروں والے پردے لٹکانا، لیکن اگر تصویریں سرہانوں غالیچوں اور فرش پر ہوں تو کوئی حرج نہیں (تاہم ترک بہتر ہے)۔

چوتھا منکر: اوتار، چنگ، رباب، عود، طنبور وغیرہ سننے کیلئے حاضر ہونا۔

پانچواں منکر: مردوں کا نظارہ کرنے کیلئے عورتوں کا چھتوں اور عمارتوں پر چڑھنا جو ممنوع منکرات میں سے ہے اور اس کو روکنا واجب و لازم ہے۔

چھٹا منکر: یہ کہ کھانا حرام ہو یا ضیافت کی جگہ غصب کی ہوئی ہو۔ کیونکہ فسق کرنے کی حالت میں فاسق کے ساتھ بیٹھنا حرام ہے۔

ساتواں منکر: یہ کہ مجلس میں کوئی چیز نشہ لانے والے مشروبات میں سے ہو کیونکہ فسق

کرنے کی حالت میں فاسق کے ساتھ بیٹھنا حرام ہے۔

آٹھواں منکر: یہ کہ ضیافت میں کوئی بدعتی شامل ہو جو بدعت کی بات کرے۔ اگر اس کی بات کو رد کرنے اور روکنے کی طاقت رکھتا ہے تو ایسی ضیافت میں شامل ہونا جائز ہے۔ اگر طاقت نہیں رکھتا ہے تو حرام ہے اور انکار واجب ہے۔

نواں منکر: یہ کہ مجلس میں کوئی مسخرہ (بھانڈ وغیرہ) ہو جو فحش اور جھوٹی باتوں سے لوگوں کو ہنسائے کیونکہ اس کا شامل ہونا حرام ہے اور انکار لازم۔ لیکن اس کا مزاج جھوٹ اور فحش نہ ہو تو وہ مباح ہے۔ بشرطیکہ اس میں مبالغہ نہ کرے۔

دسواں منکر: یہ کہ مجلس میں کسی مؤمن کی غیبت کی جائے اور یہ اس کو روکنے سے عاجز ہو۔ ایسی مجلس میں شامل ہونا حرام ہے اور انکار واجب ہو جاتا ہے اور طاقت رکھنے کے باوجود منع اور انکار سے خاموش رہنے والا گنہگار ہے۔

منکرات کی چھٹی قسم

نفقات (خرچہ جات) کے منکرات کے بیان میں منکرات نفقات کی دو قسمیں ہیں۔

پہلی قسم: پہلی قسم کھانوں اور لباسوں میں اسراف۔

دوسری قسم: دوسری قسم عمارتوں اور مکانوں کی تعمیر میں اسراف۔

مال کے پانچ منکرات ہیں۔

پہلا منکر: فضول طریقے سے مال ضائع کرنا۔ جیسے سامان اور کپڑوں کو جلا دینا اور اس کو دریا میں ڈال دینا۔

دوسرا منکر: کھلے گناہوں میں مال کا خرچ کرنا جیسے زنا۔

تیسرا منکر: ریا اور چرچے کیلئے مال کرچ کرنا جیسے ناموری اور شہرت کیلئے خرچ کرنا۔

چوتھا منکر : سود کا معاملہ

پانچواں منکر : مباح کاموں میں اسرافا ور فضول خرچی۔ جیسے کہ ایک شخص کے پاس ایک سو دینار ہیں اور اس کی اور اس کے عیال کی معیشت اسی پر منحصر ہے اور وہ اس سو دینار سے بھاری قیمت کا کپڑا خریدتا اور پہنتا ہے یا وہ سو دینار ولیمے میں خرچ کردیتا ہے اور وہ مسرف ہے۔ اور اس کو اس سے روکنا واجب ہے۔ یا ایک شخص کے پاس ہزار دینار ہیں اور وہ ان سب کو مسجد کی دیوار کے نقش ونگار میں یا اپنے گھر کی دیواروں اور چھت کے نقش ونگار میں خرچ کردیتا ہے اور اپنے عیال کو بھوکا چھوڑ دیتا ہے یہ سب اسراف حرام ہے اور اس کو اس سے روکنا حاکم پر واجب ولازم ہے اور اس کا انکار اور احتساب لازم ہے۔

مساجد کے منکرات

منکرات کی پہلی قسم مساجد کے منکرات ہیں:

مسجد کا پہلا منکر: ان منکرات میں سب سے برا منکر رکوع وسجود میں طمانیت اور ٹھہراؤ کو ترک کرکے نماز کو بری طرح ادا کرنا ہے اور یہ ترک طمانیت صحیح حدیث کے مطابق نماز کا مبطل یعنی نماز کو باطل کرنے والا ہے اور اس سے روکنا واجب ہے۔

مسجد کا دوسرا منکر: ان ہی منکرات میں سے قرآن کو غلط پڑھنا ہے۔ اور جس طرح قرآن کو صحیح طور پر پڑھنا واجب ہے اسی طرح اسے غلط پڑھنے سے منع کرنا بھی واجب ہے اور اس پر چپ رہنا سخت گناہ ہے۔ کیونکہ قرآن کی تعلیم یعنی پڑھنے پر قدرت رکھتے ہوئے غلط پڑھنا گناہ ہے اور گناہ پر خاموش رہنا بھی گناہ ہے اور اگر قرآن پڑھنے والے کی

زبان مخارج کے ادا کرنے سے عاجز ہے تو اگر اس کی زیادہ تر قرائت غلط ہے تو پڑھنا چھوڑ دے اور سورۃ فاتحہ کے صحیح پڑھنے پر اکتفا کرے اور اگر اس کی زیادہ تر قرأت صحیح ہے لیکن ساری قرأت کی صحیح ادائیگی سے عاجز ہے تو علماء نے کہا ہے کہ اس کے پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن اسے چاہیئے کہ پڑھنے کی آواز بلند نہ کرے۔

مسجد کا تیسرا منکر : انہی منکرات میں سے ایک یہ ہے کہ خطیب ایسا کپڑا پہنے جس میں غالب حصہ ریشم کا ہو یا ایسی تلوار ہاتھ میں پکڑے کہ اس کا قبضہ سونے یا چاندی کا ہو۔ ایسے خطیب کے نزدیک بیٹھنا بھی نہیں چاہیئے اور جو شخص اس بات کو جانتا ہو اس پر انکار (اعتراض) کرنا لازم ہے۔

مسجد کا چوتھا منکر: انہی منکرات میں سے قصہ خوانوں کا حلقہ ہے۔ اس زمانے میں اس گروہ میں سے کچھ لوگوں نے اپنا نام واعظ رکھا ہوا ہے جو علوم تفسیر و حدیث کے حقائق سے جاہل اور تخویف وتحذیر (یعنی آخرت اور عذاب الٰہی کا خوف دلانے اور ڈرانے) والی احادیث سے غافل ہیں۔ بناوٹی حکایتوں اور مسجع فقروں کے ساتھ جھوٹی امیدیں دلاتے اور غفلت میں ڈالنے والے شعروں اور بیتوں کے ساتھ جاہل عوام کو گناہوں پر دلیر کرتے ہیں اور احمق، کند ذہن گنواروں کو شریعت کی خلاف ورزیوں میں بے باک اور گستاخ بناتے ہیں ایسے لوگوں پر انکار واعتراض کرنا واجب ہے اور انہیں روک دینے کے ساتھ ان کا احتساب کرنا لازم ہے۔ کیونکہ واعظ کے شرائط میں یہ بھی ہے کہ ورع اور پرہیز گاری کی علامتیں اس پر ظاہر اور نمایاں ہوں اور اس کی ہیئت پُر سکون و پر اطمینان ہو اور وقار اور سنجید گی غالب ہو۔ اور نیک لوگوں کی علامت و کیفیت اس کی صورت میں لازماً موجود ہو وہ بدعت اور

خواہشات نفس کی غلاظتوں سے پاک ہو اور ۔ ... مطلب جس میں یہ صفات موجود نہ ہوں اس کے وعظ اور باتوں کے اثر سے لوگوں میں نیکی سے زیادہ بگاڑ پھیلے گا۔

مسجد کا پانچواں منکر: (مسجد کے) منکرات میں سے ایک منکر وعظ وتذکیر کی مجلسوں میں مردوں کے سامنے عورتوں کا آنا بھی ہے۔ ان مساجد، قبرستانوں، تعزیتوں اور ماتموں اور تہنیتوں اور مبارکبادی کی مجلسوں میں شامل ہونے سے منع کرنا واجب ہے اور اگر بوڑھی عورتیں پرانے کپڑے پہن کر مجلس وعظ میں پردے کے پیچھے بیٹھیں تو کوئی حرج نہیں۔

مسجد کا چھٹا منکر: اور (مسجد کے) منکرات میں سے شعبدہ بازوں اور تلبیسات والوں کے حلقے اور راستوں کے مجمعوں کے دونوں طرف میں جامع مسجدوں اور اگر جوں کے دروازوں پر دوائیں، معجونیں، تعویذات اور کھانے کی چیزیں بیچتے ہیں، قصیدے اور اشعار پڑھتے ہیں ۔ یہ سارے کام حرام ہیں اور ان سب سے منع کرنا واجب ہے۔

مسجد کا ساتواں منکر: اور مساجد کے منکرات میں سے دیوانوں اور نشہ سے مست لوگوں کا مسجدوں میں داخل ہونا ہے۔ سوائے اس دیوانے کے جس پر طہارت و پاکیزگی اور سکوت وخاموشی غالب ہو۔ اسی طرح کھیلنے کودنے کیلئے بچوں کا داخل ہونا اور دیگر ممنوع کاموں کیلئے داخل ہونا ممنوع ہے۔